26

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

19 تا 25 محرم الحرام 1447ھ / 15 تا 21 جولائی 2025ء

اس شمارے میں

کیوں اسرائیل کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا؟

تصورِ شہادت اور فریضۂ شہادت

ابراہم اکارڈز 2: منصوبے کے پس پردہ حقائق

رقص بسمل کا تماشا دیکھنے والے

اخبارِ اسلام

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

اللہ کی دائمی سنت اہل ایمان کی نصرت

بلاشبہ یہ اللہ کی دائمی اور ناقابلِ تغیر سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کی نصرت فرماتا اور کافروں کو ذلیل کر دیتا ہے' جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ کی ہمیشہ جاری رہنے والی سنت کے نتائج ضرور ظاہر ہو کر رہتے ہیں' مگر ان نتائج کے اظہار میں افرادِ انسانی کی عمریں مقیاس نہیں ہیں اور نہ تاریخ کا کوئی عارضی مرحلہ پیمانہ ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت باطل وقتی طور پر کامیاب و کامران ہو کر روئے زمین کی غالب و کارفرما قوت بن جائے' لیکن یہ مرحلہ دائمی نہیں ہوتا بلکہ یہ دراصل ہمہ پہلو سنت اللہ کے اجرا کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

باطل کی کارفرمائی کا یہ مرحلہ یا تو اس لیے آ جاتا ہے کہ اس مرحلے میں لوگوں کی باطل کے خلاف مزاحمت کی قوتیں ٹھٹھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں باطل کے خلاف جہاد کر کے اسے ختم کر دینے کا بُوتا نہیں ہوتا۔
''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔'' (الرعد: 11)
اور کبھی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ باطل کے ظلم کو انگیز کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں' بلکہ اسے خوشگوار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے: ''جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے حکمران ہوں گے۔'' (رواہ الحاکم)
اور کبھی ظلم و باطل خود ظالموں کی آزمائش کے لیے ہوتا ہے۔ ''تاکہ وہ قیامت کے روز اپنے پورے بوجھ اٹھائیں۔'' (النحل: 25)
اور کبھی یہ مرحلۂ باطل و ظلم اس لیے آتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ مومنین کی جماعت کو چھانٹ کر علیحدہ فرما لے تاکہ وہ سلامتی، استعداد اور قوت کے ساتھ حق کی ذمہ داری کو سنبھال سکیں۔ جیسے سورۂ آل عمران (آیات 139 تا 141) میں فرمایا:
''دل شکستہ نہ ہو' غم نہ کرو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں۔ اور وہ اس آزمائش کے ذریعے سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔''

اسلام کا نظام تربیت
سید محمد قطب شہیدؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1141

اکثر اہلِ کتاب قرآن پاک کے منکر کیوں؟

سُورۃُ العَنکبُوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 47 تا 49

وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ۚ وَ مِنۡ ہٰۤؤُلَآءِ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِہٖ ؕ وَ مَا یَجۡحَدُ
بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۴۸﴾
بَلۡ ہُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیۡ صُدُوۡرِ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾

آیت: ۴۷ ﴿وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ ؕ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب نازل کی ہے۔‘‘

﴿فَالَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ۚ﴾ ’’توجن لوگوں کو ہم نے (اس سے پہلے) کتاب دی تھی وہ بھی اس پر ایمان لائیں گے۔‘‘

قبل ازیں ہم سورۃ القصص کے چھٹے رکوع میں حبشہ سے مکّہ آنے والے اُن مسلمانوں کا ذکر پڑھ چکے ہیں جو پہلے عیسائی تھے‘ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تبلیغ سے حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور یوں اللہ تعالیٰ کے ہاں دوہرے اجر کے مستحق ٹھہرے۔

﴿وَ مِنۡ ہٰۤؤُلَآءِ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِہٖ ؕ﴾ ’’اور ان (مشرکینِ مکّہ) میں سے بھی بہت سے لوگ اس پر ایمان لا رہے ہیں۔‘‘

﴿وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۷﴾﴾ ’’اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے سوائے اُن لوگوں کے جو کفر پر اَڑ گئے ہیں۔‘‘

آیت: ۴۸ ﴿وَ مَا کُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنۡ کِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیۡنِکَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۴۸﴾﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) آپؐ تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی آپؐ اپنے داہنے ہاتھ سے اسے لکھتے تھے‘ (اگر ایسا ہوتا) تب تو یہ جھٹلانے والے ضرور شک کرتے۔‘‘

یہاں روئے سخن مشرکین مکّہ کی طرف ہے اور نبی آخر الزماں ﷺ کی نبوت کی ایک اور دلیل بیان کی جا رہی ہے کہ قرآن نازل ہونے سے پہلے تو آپ ﷺ ان لوگوں کو کوئی کتاب پڑھ کر نہیں سناتے تھے اور نہ ہی کوئی کتاب خود اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

آیت: ۴۹ ﴿بَلۡ ہُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیۡ صُدُوۡرِ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ﴾ ’’بلکہ یہ تو روشن آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔‘‘

سابقہ الہامی کتابوں کا علم رکھنے والے لوگ قرآن کی آیاتِ بینات کو خوب پہچانتے ہیں۔

﴿وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾﴾ ’’اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہی لوگ جو ظالم ہیں۔‘‘

درس حدیث

حیا کی حقیقت

عَنۡ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ لِکُلِّ دِیۡنٍ خُلُقًا وَ خُلُقُ الۡاِسۡلَامِ الۡحَیَاءُ)) (سنن ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک ہر دین کے لیے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔‘‘

تشریح: حیا ہی وہ خوبی ہے جو انسانوں کو معراجِ انسانیت پر لا کھڑا کرتی ہے اور اسی سے وہ اشرف المخلوقات کہلانے کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ اسی وصف سے انسان اور حیوان میں فرق نمایاں ہوتا ہے اور اسی سے آداب و اخلاق نکھرتے اور سنورتے ہیں۔ اسی وصف سے انسانوں میں تہذیب وشائستگی پروان چڑھتی ہے‘ نیکی اور سچائی کا چمن شاداب ہوتا ہے‘ شرافت و امانت کے پھول کھلتے ہیں، مروت و احسان کے ثمر لگتے ہیں۔ حیا انسان کی فطری خوبی ہے، جو ربِ کائنات نے اُسے عطا کی ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 محرم الحرام 1447ھ جلد 34
15 تا 21 جولائی 2025ء شمارہ 26

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت:
• فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری
• وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
رضاء الحق

کیوں اسرائیل کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا؟

حیرت ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان میں ہر کچھ عرصہ بعد یہ بحث چھیڑ دی جاتی ہے کہ اگر اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کر لیے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ اس پر مستزاد یہ کہ اگر عرب ممالک ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو پاکستان تسلیم کیوں نہ کرے؟ یہ شرانگیز بحث کبھی میڈیا پر شروع کروائی جاتی ہے تو کبھی این جی اوز کے ذریعے۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران تو حکومتی سطح سے بھی ایسی ہی آوازیں سامنے لائی جا رہی ہیں۔ کم و بیش 2 سال قبل نگران وزیر اعظم انوار الحق کاکڑ صاحب نے ایک انٹرویو میں یہ شوشہ چھوڑ دیا تھا کہ بانیٔ پاکستان قائداعظم کوئی نبی تو نہیں تھے کہ ان کے اس پالیسی بیان کہ پاکستان اسرائیل کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا کو بدلہ نہ جا سکے۔ اُس سے چند ہفتے قبل اُس وقت کے نگران وزیر خارجہ جلیل عباس جیلانی یہ بیان دے چکے تھے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ 'ملکی مفاد' میں کیا جائے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہائبرڈ نظام چلانے والے (کل کے ہوں یا آج کے) سب ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل پر فریفتہ ہیں۔ عوامی اور مذہبی طبقات کی جانب سے ردعمل کا خطرہ نہ ہوتا تو یہ 'کارِ خیر' کب کا انجام پا چکا ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو تسلیم کرنے کی طرف تیزی سے پیش قدمی جاری تھی۔ ولی عہد نے تو فاکس نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے باقاعدہ تسلیم کیا کہ امریکہ کی مدد سے سعودی عرب اور اسرائیل آپس کے تعلقات قائم کرنے کے انتہائی قریب ہیں۔ معاملات چند ہفتوں میں طے پانے والے تھے اور اسرائیل کے ایک انتہائی اہم وزیر نے یہاں تک بیان دے دیا کہ سعودی عرب کے ساتھ کچھ دیگر 'اہم مسلم ممالک' بھی اسرائیل کو تسلیم کریں گے۔ پھر 7 اکتوبر 2023ء کا آفتاب طلوع ہوا۔ فلسطینی مجاہدین نے آپریشن "طوفان الاقصیٰ" برپا کر کے تمام منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ ایک منصوبہ انسان بناتا ہے اور ایک تدبیر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہوتی ہے۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے!

گزشتہ 21 ماہ کے دوران ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کا غزہ پر مسلسل وحشیانہ بمباری کا سلسلہ جاری ہے اور میڈیا کی اطلاعات کے مطابق تقریباً 60 ہزار مسلمانوں کو شہید کیا جا چکا ہے، جن میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی ہے۔ ایک لاکھ سے زائد افراد زخمی ہیں اور تقریباً اتنے ہی اور ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔ بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس کے مطابق غزہ کا 90 فیصد تک علاقہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ شہداء کی اصل تعداد اس سے کہیں بڑھ کر ہو گی۔ امتحان اہلِ غزہ کا بھی ہے اور دیگر مسلم ممالک کے حکمرانوں، مقتدر طبقوں اور عوام کا بھی۔ غزہ کے مسلمان تو اپنا خون پیش کر کے حق کی شہادت دے رہے ہیں۔ روزِ قیامت سوال دوسروں سے بھی ہو گا۔ بین الاقوامی اداروں کی بات چل نکلی تو معلوم ہوا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والے محاورے کا اصل مطلب کیا ہے۔ اسرائیل نے اقوام متحدہ، ایمنسٹی انٹرنیشنل، ہیومن رائٹس واچ، انروا، دنیا بھر خصوصاً غیر مسلم ممالک میں لاکھوں افراد کے احتجاج، حتیٰ کہ عالمی عدالتِ انصاف اور عالمی فوجداری عدالت کے فیصلوں کو بھی ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ 21 ماہ گزرنے کے باوجود غزہ کے مسلمانوں کا قتلِ عام بلکہ نسل کشی مسلسل جاری ہے۔ نہ کوئی پوچھنے والا ہے، نہ روکنے والا، بلکہ امریکہ تو اسرائیل کے خلاف سلامتی کونسل میں پیش کی جانے والی ہر قرارداد کو ویٹو کر دیتا ہے۔

2024ء کے آغاز میں ٹرمپ نے دوسری مرتبہ امریکی صدر کا عہدہ سنبھالتے ہی اپنی روایتی اسرائیل نوازی کو ایک مرتبہ پھر اپنا مقصد بنا لیا۔ عرب ممالک کو دھمکی دی، اسرائیل کو مہلک ترین اسلحہ، جس کی ترسیل امریکہ نے اس سے قبل روک رکھی تھی، اس کی فراہمی کو یقینی بنایا، ایران پر اسرائیلی حملوں میں مکمل معاونت کی اور پھر خود ایٹمی معاملات پر بات چیت کے دوران ہی ایران کی 3 جوہری تنصیبات پر حملہ کر دیا۔ پاکستان کے خلاف حالیہ بھارتی مہم جوئی میں اسرائیل کے ساتھ مل کر مودی کی معاونت کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ابراہم اکارڈز 2 کا آغاز کیا تاکہ مزید اہم مسلم ممالک کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کروائے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور عمومی طور پر مغربی ممالک کے ہاتھ معصوم اور بے گناہ لوگوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ریڈ انڈینز کی نسل کشی سے لے کر ویت نام کی جنگ تک، 1990ء کی دہائی میں عراق پر حملہ اور نائن الیون کے بعد افغانستان میں لاکھوں افراد کا قتل عام...... دوسری جنگ عظیم میں جاپان پر ایٹمی حملے اور اب اسرائیل کی بالواسطہ اور بلاواسطہ معاونت...... یہ ہے دنیا کو انسانی حقوق اور امن کا درس دینے والوں کا اپنا ابلیسی طرزِ عمل۔ دریں اثنا 3 انتہائی اہم پاکستانی حکومتی عہدے داروں کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور ابراہم اکارڈز 2 کا حصّہ بننے پر آمادگی کے حوالے سے بیانات سامنے آئے جو اسی گریٹ گیم کی ایک کڑی محسوس ہوتی ہے۔ پاکستان کی ایک انتہائی اہم بلکہ اہم ترین شخصیت کا حالیہ دورہ امریکہ کے دوران اکرام کیا جانا ہر سنجیدہ اور غور وخوص کرنے والے پاکستانی کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمارے نزدیک امریکی نائب صدر جیمز وینس کا بھارت کو یہ کہنا کہ پاکستان کی کچھ باتیں مان لی جائیں ورنہ پاکستان بھارت پر بہت بڑا حملہ کرسکتا ہے بھی اسی سلسلے کی ہی ایک کڑی ہے۔ جسے گڑ دے کر اس سے اسرائیل کو تسلیم کروالیا جائے اسے زہر دینے کی کیا ضرورت؟ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل پاکستان کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک کلپ پچھلے دنوں وائرل ہوا جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر تمام عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرلیں تو بھی پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ موجودہ امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ اپنے خطابات جمعہ، پریس ریلیز ز، سیمینارز، الغرض ہر پلیٹ فارم پر اسی موقف کا اعادہ کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ قیام پاکستان کے وقت بلکہ اس سے بھی قبل تحریکِ پاکستان کے دوران مسلم لیگ کی یہی اٹل پالیسی تھی۔ اکثر امیر تنظیم اسلامی سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اگر بالفرض تمام عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرلیں اور اس سے تعلقات قائم کرلیں تو پاکستان ایسا کیوں نہ کرے؟

اُن کا جواب تنظیم اسلامی پاکستان کی ویب سائٹ پر موجود اکثر کیے جانے والے سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک گوشہ یعنی (Frequently Asked Questions FAQs) کے سوال نمبر 49 میں موجود ہے اور جس کو قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

"**سوال نمبر 49:** ریاست اسرائیل کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا کیا موقف ہے؟ اگر عرب ممالک اسے تسلیم کر لیتے ہیں تو پاکستان کو تسلیم کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

جواب: تنظیم اسلامی کا موقف آغاز سے ہی اسرائیل کے حوالے سے واضح ہے کہ اسے ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے اس موقف کی دو بنیادیں ہیں: ایک دینی بنیاد اور دوسری سیاسی بنیاد۔

مذہبی بنیاد: اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم میں یہودیوں کو "مغضوب علیھم" قرار دیا گیا ہے، اور مسلمان اپنی نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے جس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کا یہودیوں کے بارے میں یہ فتویٰ بار بار دہراتا ہے۔ ایک وقت تھا جب یہودی قوم اُمت مسلمہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بڑی عنایات کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات عطا کیے گئے، ان کے تمام تر فوائد بنی اسرائیل کو پہنچے۔ اُنہیں فرعون کی غلامی سے نجات دلائی گئی، صحرائے سینا میں من وسلویٰ عطا کیا گیا، پہاڑ کی چٹان سے پانی کے 12 چشمے جاری کیے گئے، اور دھوپ کی شدت سے بادلوں کے سائے فراہم کیے گئے۔ لیکن تمام نعمتوں کے باوجود وہ ہمیشہ بدعہد قوم ثابت ہوئی۔ کبھی بچھڑے کی پوجا شروع کردیتے اور کبھی نت نئے مطالبات کرتے، جو اکثر پورے بھی کر دیئے جاتے، لیکن انہوں نے وقت آنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم پر قتال کرنے سے انکار کر دیا۔ ہزاروں انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کیا۔ لہٰذا وہ بحیثیت اُمت معزول کر دیئے گئے اور ان کی بلندی کو زوال میں بدل دیا گیا۔ جب نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، تو یہودیوں نے سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے یہودیوں کی بدعہدی کی بنا پر پہلے انہیں مدینہ اور اس کے نواحی علاقوں سے نکالا اور بعد ازاں خیبر سے بھی نکال دیا گیا۔ دورِ فاروقی میں جب عیسائیوں نے بیت المقدس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وساطت سے مسلمانوں کے حوالے کیا، تو یہ شرط رکھی کہ یہودیوں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو تھوڑا نرم کر کے قبول کرلیا کہ یہودی یروشلم کو وزٹ تو کر سکتے ہیں، لیکن کبھی یہاں آباد نہیں ہوں گے۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ تین مقدس ترین مقامات (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، اور بیت المقدس) صرف مسلمانوں کے لیے ہیں۔ اللہ کے کسی دشمن کا ان مقامات پر قبضہ مسلمان کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔

سیاسی بنیاد: قائدِ اعظم محمد علی جناح، جو بانیٔ پاکستان اور بابائے قوم ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے واحد غیر متنازعہ سیاستدان تھے، انہوں نے اسرائیل کے قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: "Israel is an illegitimate child of the West." یعنی "اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔" اسرائیل کے قیام سے کئی سال پہلے قائدِاعظم نے کہا تھا: "جب تک ایک بھی مسلمان مرد اور عورت زندہ ہے، اسرائیل کے وجود کا کوئی جواز قابل قبول نہیں۔" پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان، جو قائداعظم کے دستِ راست تھے، وہ بحیثیت وزیر اعظم جب امریکہ کے پہلے سرکاری دورے پر گئے، تو یہودیوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ایک تقریب میں میزبان نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان اسرائیل سے تعلقات قائم کر لے، تو پاکستان کو ناقابلِ یقین فوائد پہنچائے جائیں گے: لیاقت علی خان نے جواب دیا: "Gentlemen! Our souls are not for sale." 1967ء میں عرب اسرائیل جنگ جیتنے کے بعد اسرائیل کے وزیر اعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ عرب کبھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمارا اصل دشمن پاکستان ہے، جس سے نمٹنے کے لیے ہمیں تیار رہنا ہوگا۔ عرب اسرائیل جنگ میں پاکستانی فضائیہ نے بھی حصہ لیا تھا اور جتنے اسرائیلی جنگی طیاروں سے مقابلہ ہوا، وہ پاکستانی پائلٹس نے مار گرائے۔ اسرائیل نے بھارت کی مدد سے کہوٹہ پلانٹ پر حملے کی متعدد بار کوشش کی جس کا اعتراف سابق وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری بھی کر چکے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ بیت المقدس پر جب بھی غیروں کا قبضہ ہوا، مسلمان ہمیشہ اس قبضے کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرتا ہے، تو ظاہر ہے کہ بیت المقدس پر اس کے قبضے کو بھی تسلیم کرنا ہوگا، جسے کوئی غیرت مند مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔ پاکستان کی اس خصوصی حیثیت کے پیشِ نظر اگر عرب ممالک کے امریکہ نواز سربراہان اسرائیل کو تسلیم کر کے اپنے بے حمیت ہونے کا ثبوت دیں، پاکستان کو تب بھی کسی صورت میں اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔" (Ref:https://www.tanzeem.org/faq)

اگر آج ہم ابراہم اکارڈز 2 پر دستخط کر دیتے ہیں (یعنی اسرائیل کو تسلیم کر لیتے ہیں) تو کل کشمیر سمیت دیگر مقامات پر مسلمانوں کے علاقوں پر باطل قوتوں کے قبضہ کی کس منہ سے مذمت کریں گے؟ اس معاملے میں یہی تنظیم اسلامی کی طے شدہ اٹل پالیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حکومتِ پاکستان اور مقتدر حلقوں کو نورِ ہدایت نصیب ہو اور ریاست پاکستان اس دجالی ریاست کو تسلیم کرنے کے معاملہ میں کسی مصلحت کا شکار نہ ہو۔ آمین!

تصورِ شہادت اور فریضۂ شہادت

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 4 جولائی 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

10 محرم کی فضیلت اور اہمیت تاریخی اعتبار سے بھی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اس دن کی خاص اہمیت بیان ہوئی ہے۔ سنت رسول ﷺ سے یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ 10 محرم کے روزہ کے ساتھ 9 یا 11 محرم کا روزہ بھی رکھ لیا جائے تاکہ یہود سے مشابہت نہ ہو۔ لیکن جب سنت رخصت ہوتی ہے تو اس کی جگہ بدعات لے لیتی ہیں یا بدعات آتی ہیں تو سنت رخصت ہو جاتی ہے۔ ہجرت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے 10 محرم کا روزہ کبھی نہیں چھوڑا۔ مفسرین کے مطابق رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل 10 محرم کا روزہ فرض تھا البتہ ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد یہ نفل کے درجے میں آ گیا لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے جس طرح فجر کی دو سنتوں اور وتر کو سفر میں بھی نہیں چھوڑا، اسی طرح آپ ﷺ نے 10 محرم کے روزے کو بھی کبھی نہیں چھوڑا۔ محرم حرمت والے چار مہینوں میں شامل ہے۔ اس وجہ سے بھی اس کی اہمیت ہے۔ اسلاف نے یہاں تک لکھا ہے کہ ان مہینوں میں عمل کا اجر بڑھ جاتا ہے، اسی طرح گناہ کی شدت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں محرم کے ابتدائی دس دنوں کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یکم محرم کو حضرت عمر فاروق ؓ کی شہادت ہوئی اور 10 محرم کو حضرت حسین ؓ اور ان کے گھرانے کی شہادتیں ہوئیں جو کہ ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔ اللہ کے دین کے لیے یہ بہت بڑی قربانی بھی تھی۔

سانحہ کربلا میں اُمت کے لیے جو بہت بڑا سبق تھا اُس کو بھول کر آج ہمارے ہاں 9 اور 10 محرم کو لوگ چھٹیاں مناتے ہیں، سیر و تفریح کرتے ہیں جس طرح عام طور پر چھٹیاں منائی جاتی ہیں اور سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزیاں کی جاتی ہیں۔ معلوم نہیں محرم کے ان دنوں کی چھٹیاں منانے کا تصور کہاں سے آ گیا۔ اگر شہادت کے دن کی چھٹی منانا اتنا ہی ضروری ہے تو یکم محرم کو بھی چھٹی منانی چاہیے کیونکہ اس دن خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ؓ کی شہادت ہوئی، اسی طرح حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کی شہادت کے دن ہیں اور سال بھر میں کوئی دن ایسا نہیں جب اللہ کے رسول ﷺ کے کسی صحابیؓ، تابعیؒ یا تبع تابعیؒ کی شہادت کا دن نہ ہو۔ اس اُمت کی تاریخ شہادتوں سے بھری ہوئی ہے۔ پھر تو پورا سال چھٹیاں منانی چاہئیں۔

سیدنا حسین ؓ کی شہادت اچانک نہیں ہو گئی بلکہ اس کے پس پردہ محرکات اور عوامل کا تعلق اسلامی انقلاب کی مخالف (Counter Revolutionary Forces) قوتوں سے تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سانحہ کربلا کے حوالے سے بہت تفصیلی خطاب کیے تھے جو آج ''سانحۂ کربلا'' کے عنوان سے کتابی شکل میں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے

مرتب: ابو ابراہیم

سانحہ کربلا کے پس منظر پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے اسلامی انقلاب کے نتیجہ میں جن لوگوں کے مفادات پر ضرب پڑی اُنہوں نے اسلام کے خلاف کس طرح سازشیں کیں، اُمت کو انتشار اور فتنوں میں ڈالا اور خانہ جنگی کی صورتحال پیدا کی۔ ان فتنوں میں سے ایک سبائیوں کا فتنہ بھی تھا جس کا ماسٹر مائنڈ ایک یہودی ابن سبا تھا۔ ان فتنوں کی وجہ سے حضرت حسین ؓ سے پہلے تین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی شہادت ہو چکی تھی۔ سانحہ کربلا بھی انہی واقعات کا تسلسل تھا۔ اس کتاب میں بڑا متوازن تجزیہ ہے جس میں آج کے مسلمانوں کے لیے بڑی رہنمائی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام میں ایک عزیمت کا پہلو ہے اور ایک رخصت کا پہلو ہے۔ حضرت سمیہؓ و یاسرؓ اسلام کے پہلے شہداء ہیں جنہیں کفار نے اذیتیں دے دے کر شہید کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ جب انہیں اس حالت میں دیکھتے تھے تو فرماتے تھے:

((اصبرو یا آل یاسر فان موعدکم الجنة))

حضور ﷺ نے انہیں صبر کی تلقین کی اور جنت کی بشارت دی۔ البتہ ان دونوں کے بیٹے حضرت عمار بن یاسر ؓ پر کفار نے بہت سختی کی یہاں تک کہ ان کی جان کے درپے ہو گئے اور اُنہوں نے مجبوراً اضطراری کیفیت میں کلمہ کفر کہہ دیا۔ اس کے بعد وہ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس گئے اور سارا ماجرہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے دل کی کیفیت کیا تھی۔ کہا: میرا دل تو ایمان پر مطمئن تھا لیکن جسم کی اذیت برداشت نہ کر سکا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر آئندہ بھی تجھے مجبور کریں تو جان بچانے کے لیے تم کہہ دینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک عزیمت کا راستہ ہے کہ جان چلی جائے مگر زبان پر کلمۂ کفر نہ آئے اور ایک رخصت کا راستہ ہے کہ جان بچانے کے لیے انسان کلمۂ کفر بھی کہہ سکتا ہے۔ ان دونوں راستوں کو سند حضور ﷺ نے عطا کی۔ لیکن آج ہمارے ہاں لوگ دو انتہاؤں کا شکار ہیں۔ کوئی معاذ اللہ سیدنا حسین ؓ کے مقابلے میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون کرنا شروع کر دیتا ہے، جنہوں نے ایک حد تک کچھ مخالفت کی، پھر ذرا رخصت کا معاملہ ہوا اور یزید کی بیعت کو قبول کر لیا۔ کچھ لوگ دوسری انتہا پر جا کر سیدنا حسین ؓ کے اس اقدام کو جو عزیمت پر مبنی تھا پر اعتراض کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ دونوں انتہائیں غلط ہیں۔ انہیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جہاں عزیمت کا راستہ دکھایا ہے وہاں رخصت بھی دی ہے۔ ہمیں ہر حال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کا خیال رکھنا چاہیے۔ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ہے: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (البینہ) ''اللہ ان سے راضی ہوا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عدل پر ہیں۔ ان میں سے کسی کی نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا۔

شہادت کا تصور اور فریضۂ شہادت نیا موضوع نہیں ہے۔ شہید کا لفظ عام طور پر ہم اس بندے کے لیے استعمال کرتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا ہو جو بالکل صحیح ہے۔ احادیث میں بھی اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے کے لیے شہید کا لفظ استعمال ہوتا دکھائی دیتا ہے، البتہ قرآن کریم میں اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے لیے قتل کا لفظ آتا ہے مثلاً مشہور آیت ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾﴾ (البقرہ:154) ''اور مت کہو اُن کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں۔ (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔''

یہاں ایک چھوٹا سا نکتہ ڈاکٹر صاحبؒ بھی بیان فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کرام ؑ کا مرتبہ شہداء سے کہیں زیادہ ہے تو پھر ہم کیوں انبیاء کی حیات برزخ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ تم شہداء کی حیات کو نہیں سمجھ سکتے تو انبیاء کی حیات برزخ تمہیں کیسے سمجھ میں آئے گی۔ بہر حال قرآن میں شہید کے لیے مقتول کا لفظ آتا ہے۔ گو کہ ہم شہید کا جو لفظ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہ بھی درست ہے لیکن شہادت کا ترجمہ گواہی دینا بھی ہے۔ جیسا کہ ہم کلمہ شہادت پڑھتے ہیں: ((اشھد ان لا الٰہ الا اللہ)) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس گواہی کے اعتبار سے شہادت ختم نبوت کے بعد اب اُمت کا ایک اہم فریضہ ہے۔ اس معنی میں اُمت کے لیے شہداء کا لفظ آتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے شہید کا لفظ آتا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ (البقرہ:143) ''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے''

وسط کے کئی ترجمے ہیں۔ جیسا کہ درمیان، معتدل، بہترین وغیرہ اور ان تمام معانی کا اطلاق اُمت مسلمہ پر ہوتا ہے۔ اس آیت کے مطابق رسول اللہ ﷺ شہید اس لیے ہیں کہ انہوں نے اپنے قول و فعل اور کردار سے اللہ کے دین کی گواہی پیش کی۔ مشہور حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے طویل خطبہ فرمایا اور آخر میں حاضرین سے دریافت کیا: ((الا ھل بلغت)) کیا میں نے پیغام کو پہنچا دیا۔ حاضرین نے جواب دیا: حضور ﷺ آپ نے حق وصیت، حق نصیحت اور حق امانت ادا کر دیا۔ اس کے بعد تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ((اللھم اشھد)) اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ((فلیبلغ الشاھد الغائب)) تو پھر جن تک پیغام پہنچ گیا ہے وہ ان تک پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں۔''

اب یہ شہادت والا فریضہ قیامت تک کے لیے اُمت مسلمہ کے کندھوں پر ہے اور یہ فریضہ پوری اُمت پر عائد ہوتا ہے۔ امام قرطبیؒ نے لکھا: اُمتی کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو اس فریضہ کو ادا کرے۔ حضور ﷺ نے تو اس شہادت کا حق ادا کر دیا۔ تین اعتبارات سے اللہ کے رسول ﷺ نے گواہی دی۔ (1)۔ حضور ﷺ نے اپنے قول سے اللہ کے دین کی گواہی دی۔ اللہ کی جانب سے جو ہدایت آپ ﷺ پر نازل ہوئی اُس کو آپ ﷺ نے اُمت تک پہنچایا جو کہ قرآن و حدیث کی شکل میں آج اُمت کے پاس محفوظ ہے۔ (2)۔ آپ ﷺ نے اپنے ذاتی کردار سے بھی اللہ کے دین کی گواہی پیش کی۔ اگر اللہ حکم دیتا ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''نماز قائم کرو۔''

تو حضور ﷺ فرماتے ہیں:

((صلوا کما رایتمونی اصلی)) ''نماز ایسے ادا کرو جیسے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

اگر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ﴾ (آل عمران: 97) ''اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ حج کریں اُس کے گھر کا' جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کے سفر کی۔''

تو حضور ﷺ نے اُمت سے فرمایا:

((خذوا انی مناسککم)) ''مجھ سے اپنے حج پہ مناسک کو سیکھ لو۔''

اللہ نے قرآن عطا کیا اور حضور ﷺ نے اس کی عملی شکل ہمارے سامنے اپنے کردار و عمل سے پیش کی۔ چاہے عبادات ہوں، معاملات ہوں، خوشی غمی کے مواقع ہوں، حضور ﷺ نے اس کا عملی نمونہ ہمارے سامنے رکھا۔ (3)۔ حضور ﷺ نے 23 برس کی جدوجہد کے دوران دعوتِ دین کا کام بھی کیا، اقامتِ دین و نفاذِ دین کی جدوجہد بھی کی، اس جدوجہد کے دوران آپ ﷺ طائف میں لوگوں کے ظلم سے لہولہان بھی ہوئے، اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت بھی کی۔ فاقے بھی کاٹے، پیٹ پر پتھر بھی باندھے، اُحد میں اپنے خون کا نذرانہ بھی پیش کیا، اپنے پیارے 70 صحابہؓ کی جانیں اللہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اس قدر قربانیوں کے بعد وہ وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾﴾ (بنی اسرائیل) ''اور آپؐ کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔''

﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿٢﴾﴾ (الفتح) ''اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔''

آپ ﷺ نے صرف اپنے قول و فعل سے ہی دین کی گواہی نہیں دی بلکہ اللہ کے دین کو بالفعل نافذ و قائم کر کے بھی دکھایا۔ اب ختم نبوت کے بعد یہ فریضۂ شہادت اُمت مسلمہ کے کاندھوں پر ہے اور یہ کوئی نفلی یا جزوقتی کام نہیں ہے کہ دل کیا تو کیا، نہیں تو نہ سہی، ہرگز نہیں بلکہ یہ اُمت کا فریضہ جو ادا کرنا ہی کرنا ہے۔ جس قدر جس کے پاس استطاعت ہے اسی قدر وہ اس کا مکلف بھی ہے۔ یہ اُمت اسی کام کے لیے کھڑی کی گئی:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران :110) ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے۔''

مسلمان کا کام صرف اپنی ذات کے لیے جینا نہیں ہے بلکہ پوری انسانیت کی بھلائی کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے قول و فعل اور اپنے کردار سے اللہ کے دین کی گواہی لوگوں کے سامنے پیش کرے اور اجتماعی جدوجہد کے ذریعے اسلام کا نظام عدلِ اجتماعی قائم کرنے کی کوشش کرے تاکہ انسانیت کو عدل و انصاف مل سکے۔ اس کے لیے ہمیں وقت بھی دینا ہوگا، صلاحیتیں بھی وقف کرنی ہوں گی، اپنا مال بھی خرچ کرنا ہوگا اور جب ضرورت پڑے تو اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا ہوگا۔ جو اس راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دے وہ گویا فریضۂ شہادت کو ایک درجے میں بتمام و کمال ادا کر لیتا ہے۔ یہی تنظیم اسلامی کی مستقل دعوت ہے: خود اللہ کا بندہ بننا، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دینا اور اللہ کی بندگی پر مبنی نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا۔ یہی اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کے 23 برس کا نچوڑ ہے۔ اسی مشن کے لیے صحابہ کرام ؓ نے اپنی

جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ پھر اللہ کے اسی نظام کی حفاظت اور دفاع کے لیے تین خلفائے راشدین اور حضرت حسین ؓ نے شہادت پیش کی۔

سیدنا حسین ؓ نے محسوس کیا کہ جو نظام اللہ کے رسول ﷺ قائم کر کے گئے تھے اور جن اصولوں پر قائم کر کے گئے تھے، جن اُصولوں کی بنیاد پر خلفائے راشدین ؓ کے دور میں خلافت کا نظام قائم رہا، یزید کے دور میں اُن اصولوں کو پامال کیا گیا ہے، یعنی نظام خلافت میں ایک دراڑ آ گئی ہے تو آپؓ سے یہ برداشت نہیں ہوا اور آپؓ نے اس خرابی کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

آج دین کی پوری عمارت ڈھے چکی ہے، آج ہمارا پورے کا پورا نظام باطل کے سامنے سجدہ ریز ہے، ان حالات میں ہماری غیرت ایمانی کہاں ہے؟ بعض جمعہ کی دو رکعتوں پر مطمئن ہیں، بعض سال میں دو مرتبہ عید کی نمازیں پڑھ کر مطمئن ہیں، کچھ پنج وقتہ نماز پر مطمئن ہیں، باقی نظام کدھر ہے؟ آج اس مملکت خداداد میں دینی اقدار کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، جس طرح کی قانون سازیاں ہو رہی ہیں اور جس طرح جان بوجھ کر اس ملک میں دین کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے، کیا اس پر ہمارا ایمان ہمیں غیرت دلاتا ہے کہ ہم بھی حضرت حسین ؓ کی طرح باطل کے خلاف کھڑے ہوں؟ چاہے اہل تشیع ہوں یا اہل سنت ہوں سب کے لیے سیدنا حسین ؓ کے نقش قدم پر چلنے کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم حق کے لیے کھڑے ہوں۔ صرف 2 دن کی چھٹی منا لینے سے، حلوے مانڈے کا اہتمام کرنے اور ایک دو دن آنسو بہا لینے سے شہدائے کربلا سے عقیدت اور محبت کے تقاضے پورے ہو جائیں گے؟ اللہ کا دین تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ: 111)

”یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان سے اُن کی جانیں بھی اور اُن کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔“

امام زین العابدینؒ کا بڑا پیارا قول ہے۔ فرمایا: یہ میری جان کوئی گھٹیا شے نہیں ہے، اس جان کو تو اللہ نے خرید لیا ہے اور جان کے بدلے اللہ سے جنت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس جان کو معمولی کاموں میں کیوں لگایا جائے۔ یہ جان اللہ کی دی ہوئی ہے، ہماری تمام تر صلاحیتیں، ہمارے تمام وسائل اللہ کے دیئے ہوئے ہیں اور انہیں اللہ کے لیے صرف کرنا ہی سب سے بڑی شہادت ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا:

﴿اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانعام 162) ”میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“

یہ ہے حسینیت کا اصل تقاضا ہے۔ اگر ہمیں سیدنا حسین ؓ سے واقعی محبت اور عقیدت ہے تو ہم لازماً اُن کی پیروی کریں گے۔ انہوں نے خلافت کے دفاع میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ آج دنیا میں اللہ کا دین مغلوب ہے اور ہمارے چہروں کا رنگ بھی نہیں بدل رہا تو پھر حسینیت کا دعویٰ بے معنی ہے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

اسرائیل یا افغانستان؟

ایک طرف ہمارا پڑوسی اور برادر اسلامی ملک افغانستان ہے جس کو ابھی تک پاکستان نے تسلیم نہیں کیا، دوسری طرف ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل ہے جس کو تسلیم کرنے کے حوالے سے مسلسل دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اندر خانے شاید انتظار ہو رہا ہے کہ پہلے کوئی بڑا عرب ملک اسرائیل کو تسلیم کرے تو اس کے بعد پاکستان بھی کر لے۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی کا مستقل موقف رہا ہے جس کو ڈاکٹر صاحبؒ نے بار بار دہرایا ہے اور آج بھی ان کی ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ساری دنیا اگر اسرائیل کو تسلیم کر لے تو پاکستان کو پھر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے لیے انہوں نے دلائل بھی پیش کیے ہیں۔ یہ سارے دلائل تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ قائداعظم نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا، انہوں نے امریکی صدر کو بھی لکھا کہ اسرائیل کا قیام ایک غیر منصفانہ اقدام ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے معراج کے واقعے کے موقع پر یہ سارا معاملہ طے ہو گیا کہ اب سے بیت المقدس کی تولیت مسلمانوں کے پاس رہے گی اور خود عیسائی راہبوں نے حضرت عمر ؓ کو بیت المقدس کی چابیاں پیش کر کے اس بات کی توثیق بھی کر دی۔ اب یہود کا زبردستی فلسطین پر قبضہ کرنا بالکل ناجائز اور ناقابل تسلیم عمل ہے۔ اسی طرح لیاقت علی خان جب امریکہ کے دورے پر گئے تو انہیں بھی پیش کش کی گئی کہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کر لے تو ہم آپ کے لیے خزانوں کے منہ کھول دیں گے۔ لیکن انہوں نے تاریخی جواب دیا: "Gentlemen! our souls are not for sale"۔ یہ پاکستان کی مستقل پالیسی ہے۔ اس کو نظر انداز کر کے ہر تھوڑے عرصہ بعد اسرائیل کے حق میں جو ”پھلجھڑیاں“ چھوڑی جاتی ہیں، ان کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کرتا ہے۔ اسرائیل بعد میں بنا لیکن اللہ نے اس کے علاج کے لیے پاکستان کو پہلے پیدا کیا۔ اسی بات کو اسرائیلی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ بن گوریان نے 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد فتح کا جشن مناتے ہوئے کہا تھا کہ عربوں سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہمارا اصل نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ نیتن یاہو کا بیان ہے کہ ہماری خواہش ہوگی کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سلب کر لی جائے۔ یعنی اسرائیل تو ہمیں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہے جبکہ دوسری طرف ہمارے بعض نادان کہتے ہیں کہ اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اگر آج ہم فلسطین پر اسرائیلی قبضہ تسلیم کر لیں تو کل ہم کشمیر پر بھارتی قبضے کو کس منہ سے غلط کہیں گے۔ پھر یہ کہ امارت اسلامیہ افغانستان کو روس نے تسلیم کر لیا ہے، چین کے سفارتی تعلقات بحال ہو چکے ہیں تو پاکستان اس کو تسلیم کیوں نہیں کر رہا؟ ہم کس صف میں کھڑے ہونا چاہتے ہیں؟ مستقبل کے منظرنامہ کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ احادیث میں ذکر ہے کہ خراسان سے اسلامی لشکر کالے جھنڈوں کے ساتھ نکلے گا اور یروشلم میں جا کر حضرت امام مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ مل کر دجال کے لشکر کے خلاف لڑے گا۔ ہم نے پاکستان کو اسلام کے نام پر حاصل کیا، اگر یہ خطہ مضبوط ہوگا تو دنیا کے دیگر مسلمانوں کو بھی تقویت ملے گی اور یہاں اسلام مضبوط ہوگا تو یہاں سے اسلامی لشکر حضرت امام مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت کو جا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قابل بنائے۔ آمین! ❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم بی بی ایس، قد "5 '5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0329-1223330

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دینی نقطۂ نظر کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی قوانین کے مطابق بھی اسرائیل فلسطین پر ناجائز طور پر قابض ہے، لہٰذا اسرائیل کا وجود کسی بھی لحاظ سے ناقابلِ قبول اور ناقابلِ تسلیم ہے: رضاء الحق

جس دن ہمارے حکمرانوں نے ابراہم اکارڈز پر عمل کے بارے میں سوچا، وہ ان کے اقتدار کا آخری دن ہوگا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مطلب ہوگا کہ پاکستان نے کشمیر پر بھارت کے قبضے کو بھی تسلیم کر لیا ہے: بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ

”ابراھم اکارڈز 2: منصوبے کے پس پردہ حقائق“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد باجوہ

سوال: پاکستان کے چند اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کی طرف سے مختلف ٹی وی پروگرامز اور سوشل میڈیا پر ابراہم اکارڈز 2 کو جوائن کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ آپ کے پاس اس حوالے سے کیا تفصیلات ہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ بہت بڑی جسارت ہے جو حکومتی عہدیداروں کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ پاکستان کی شروع دن سے ایک متفقہ پالیسی ہے جو پاکستان کی بنیادوں میں اور ہمارے نظریے میں شامل ہے، یہی نہیں بلکہ ہماری روح میں شامل ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال کی فلسطین کے حوالے سے پالیسی بہت واضح تھی۔ ابراہم اکارڈز دھوکہ دہی کی واردات کے سوا کچھ نہیں ہے، یہ سب ٹرمپ کے یہودی داماد کا پلان تھا اور 2020ء میں ٹرمپ نے مسلم ممالک سے اسرائیل کو تسلیم کروانے کے لیے ایک جال بچھایا اور ایک فریب دیا کہ یہودی، عیسائی اور مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی متاع کے مشترکہ وارث ہیں۔ حالانکہ قرآن نے اس حوالے سے کوئی ابہام چھوڑا ہی نہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ صاف صاف بتا رہا ہے:

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا﴾ (آل عمران: 67) ”(تمہیں بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ) ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی۔“

یعنی ابراہم اکارڈز کے نام پر جو مغلوبہ یہ تیار کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام، یہودیت اور عیسائیت کو ملا کر ایک مشترکہ دین بنایا جائے اور پھر ایک ہی جلد کے اندر قرآن پاک، تورات اور انجیل کو اکٹھا شائع کر دیا جائے (معاذ اللہ)، یہ اشتراک ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے۔ لیکن ٹرمپ اور اس کے یہودی داماد نے اس گھناؤنے منصوبے کے ذریعے ان نام نہاد مسلم حکمرانوں کے لیے اسرائیل کو تسلیم کرنا آسان بنا دیا جو پہلے ہی تیار بیٹھے تھے۔ اپنے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے ابراہم اکارڈز کے نام پر یہ فریب دیا ہے کہ ہم سب ایک ہیں اور اتحادِ مذاہب کی بات کر رہے ہیں۔ اس منصوبے پر ٹرمپ کے پہلے دور میں بھی عمل ہوا تھا اور کچھ ممالک نے اس فریب میں آ کر اسرائیل کو تسلیم کر لیا اور دوبارہ اس جال کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اس وقت غزہ میں انتہا درجے کی قتل و غارت گری ہو رہی ہے اور مسلمانوں کی جو نسل کشی کی جا رہی ہے، اس پر پردہ ڈالنے کے لیے ہمارے نام نہاد دانشور اور وزراء ابراہم اکارڈز کی باتیں کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلسطین ہمارا مسئلہ نہیں ہے، ہمارا مسئلہ کشمیر ہے وغیرہ۔ حالانکہ قائداعظم اور علامہ اقبال نے واضح طور پر مسئلہ فلسطین کو تمام مسلمانوں کا مسئلہ قرار دیا تھا۔ مسجد اقصیٰ صرف عربوں کا

مرتب: محمد رفیق چودھری

مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری اُمت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط﴾ (البقرۃ: 120) ”اور (اے نبی ﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپؐ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ہدایت ہے۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں بعض لوگ جو کچھ کر رہے ہیں یہ اسلام سے بھی غداری ہے، آئین پاکستان اور نظریۂ پاکستان سے بھی غداری ہے اور فلسطینیوں اور کشمیریوں کے لہو سے بھی غداری ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر حافظ نعیم الرحمٰن صاحب بھی مسلسل کہہ رہے ہیں اور تنظیم اسلامی کی طرف سے بھی یہ بات آ رہی ہے۔ یہ واضح کر دیا جائے کہ جس دن ہمارے حکمرانوں نے ابراہم اکارڈز پر عمل کرنے کے بارے میں سوچا تو وہ ان کے اقتدار کا آخری دن ہوگا۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ ہر چند سال کے بعد اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بحث چھیڑ دی جاتی ہے۔ آپ کے خیال میں اس کے پیچھے کون سے عوامل اور محرکات کارفرما ہیں؟

بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ: مسئلہ فلسطین جب تک حل نہیں ہو جاتا تب تک یہی صورتحال رہے گی کہ جب بھی مشرق وسطیٰ میں کشیدگی بڑھے گی تو ساتھ یہ بحثیں بھی شروع ہو جائیں گی۔ پاکستان میں ان بحثوں کا کوئی جواز نہیں بنتا کیونکہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کر لیتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کشمیر پر بھارت کے قبضہ کو بھی تسلیم کرے گا۔ پھر اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے جو قراردادیں ہیں وہ بے معنی ہو جائیں گی۔ سیاسی لحاظ سے یہ ایک بہت بڑا بلنڈر ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسرائیل بھارت کے ساتھ تعاون کر رہا ہے، حالیہ پاک بھارت جنگ میں بھی اس نے بھارت کو سپورٹ کیا۔ ابراہم اکارڈز کا اگر آپ نے پاکستان کے ساتھ تعلق دیکھنا ہو تو پہلے ہمیں اس کا بیک گراؤنڈ دیکھنا ہوگا۔ 2017ء میں جب ٹرمپ نے اپنی صدارت کا آغاز کیا تو اس کے بعد ایک سال کے اندر اندر پیس ٹو پراسپیریٹی کے نام سے بحرین میں ایک ورکشاپ کرائی جس میں عرب ممالک کے وزرائے خارجہ شریک ہوئے اور اس میں 100 صفحات پر مشتمل ایک ڈاکومنٹ پیش کیا گیا۔ 2020ء میں جب ٹرمپ نے اپنا ویژن فار پیس ٹونٹی ٹونٹی دیا تو اس میں اُسی ڈاکومنٹ کو لایا گیا۔ اس میں سب سے اہم چیز وہ نقشہ تھا جس میں فلسطینی ریاست کو مغربی کنارے اور غزہ پر مشتمل دکھایا گیا تھا اور درمیان میں اسرائیل کو دکھایا گیا۔ یعنی عرب ممالک کو دو ریاستی حل کی یقین دہانی کروائی گئی۔ لیکن نیتن یاہو نے اپنی تقریر میں واضح کہا کہ فلسطین اپنی فوج نہیں رکھ سکے گا اور غزہ اور مغربی کنارے کے درمیان باہمی رابطے کے لیے 30 کلومیٹر پر مشتمل ایک زیرزمین سرنگ کھودی جائے گی کیونکہ اسرائیلی سرزمین پر ان کو آنے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن یہ شرط بھی رکھی گئی کہ حماس اور دیگر جہادی گروہوں کو جلاوطن کیا جائے گا۔

ابراہم اکارڈز کو صرف اس لیے نہیں لایا گیا کہ اسرائیل کو تسلیم کروانا ہے بلکہ اس کا مقصد باہمی تعلقات کو معمول پر لانا بھی ہے۔ اگر 7 اکتوبر 2023ء کو حماس کا اسرائیل پر حملہ نہ ہوتا تو اس وقت تک سعودی عرب اور دیگر مسلم ممالک اسرائیل کو تسلیم کر چکے ہوتے۔ پاکستان مسلم دنیا میں واحد ایٹمی طاقت ہے اور اس کے پاس بڑی فوج بھی ہے۔ ہماری جغرافیائی پوزیشن بھی بہت اہم ہے۔ اس تناظر میں بھی امریکہ اور یورپ بالکل پسند نہیں کرتے کہ ہمارا تعلق چین کے ساتھ زیادہ بڑھے یا بھارت کے مقابلے میں ہم طاقتور ہو جائیں۔ ابراہم اکارڈز کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ تینوں مذاہب کو اکٹھا کر کے ایک متحدہ مذہب تشکیل دیا جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک اور تصور I2U2 کے نام سے جو بائیڈن کے دور میں آیا تھا۔ اس کو انڈو ابراہمک الائنس بھی کہتے ہیں، ویسٹ ایشیا الائنس بھی کہتے ہیں، ویسٹرن بلاک بھی کہتے ہیں۔ اس میں انڈیا، اسرائیل، امریکہ اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ بظاہر اس معاہدے کے مقاصد ٹیکنالوجی، انرجی سیکٹر، زراعت اور سکیورٹی کے شعبوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون بڑھانا ہے لیکن پس پردہ یہ مقصد بھی شامل ہے کہ امریکہ انڈو پیسیفک میں اپنی مصروفیات کم کرنا چاہتا اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب اس خطے میں ایک ایسا اتحاد بن جائے جو چین کا مقابلہ کر سکے۔ اس کے لیے انہوں نے بھارت کی بھی طاقت بڑھانے کی کوشش کی، کواڈ جیسے اتحاد بنائے جن میں آسٹریلیا، جاپان، انڈیا اور امریکہ شامل ہیں۔ ان حالات میں پاکستان کے پاس جو آپشنز ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس طرح NPT پر دستخط کرنے کو پاکستان نے مشروط کر دیا تھا کہ اگر بھارت سائن کرے گا تو پاکستان بھی کرے گا۔ اسی طرح اسرائیل کو تسلیم کرنے کے معاملے کو بھی اگر پاکستان خدانخواستہ مشروط کر دیتا ہے کہ سعودی عرب اور دیگر مسلم ممالک تسلیم کریں گے تو ہم بھی کر لیں گے تو اس صورت میں ہمیں کشمیر پر بھارت کے قبضے کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور یہ بہت بڑی ناکامی ہوگی۔

سوال: بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے یہ کہہ کر کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے، اسرائیل کے حوالے سے پاکستان کی پالیسی واضح کر دی تھی۔ آپ یہ بتائیں کہ اتنا وقت گزرنے کے بعد اور حالات اس قدر تبدیل ہونے کے بعد کیا قائداعظم کی اس پالیسی کو تبدیل کرنا ممکن ہوگا؟

رضاء الحق: ابراہم اکارڈز، اس کی ایکسٹینشن ڈیل آف دی سنچری اور اس سے پہلے جو پیس ٹو پراسپیریٹی تھا، ان سب کی مختلف تہیں ہیں۔ اس سے قبل جیوش نیشن سٹیٹ والا قانون بھی ٹرمپ کے دور حکومت کے بالکل آغاز میں لے کر آئے تھے۔ اس وقت بھی اسرائیل کے اندر ایک فلسطینی ریاست موجود ہے، جس کو محمود عباس چلا رہے ہیں لیکن اصل میں اس کو اسرائیل ہی کنٹرول کر رہا ہے۔ ابراہم اکارڈز میں اگرچہ فلسطینی ریاست کی بھی ضمانت دی گئی ہے لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی اپنی فوج نہیں ہوگی۔ ڈیل آف سنچری میں یہ بھی طے ہے کہ 75 فیصد مغربی کنارے کو اسرائیل میں ضم کر دیا جائے گا۔ یہ سب دھوکے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ پہلے ابراہم اکارڈز میں متحدہ عرب امارات کے ساتھ یہ طے ہوا تھا کہ اب اسرائیل مغربی کنارے پر حملہ نہیں کرے گا لیکن وہاں بھی مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ بنیادی طور پر اگر دیکھا جائے تو فلسطین کا معاملہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تھا۔ یہود کا حق تو فلسطین پر سے بہت پہلے ختم ہو گیا تھا جب ان کو اللہ نے سزا دے کر وہاں سے نکال دیا تھا۔ اس کے بعد وہاں عیسائیوں کی حکومت رہی، پھر مسلمانوں کا دور حکومت آیا تو عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہوا خود عیسائی راہبوں نے بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ کے حوالے کیں۔ اس کے بعد سے دینی و قانونی لحاظ سے قبلہ اوّل کی تولیت مسلمانوں کے پاس ہے۔ یہودیوں کا بیت المقدس پر حق نہ تو دینی لحاظ سے اور نہ ہی قانونی لحاظ سے رہا ہے۔ یہ تو بعد میں جب پروٹیسٹنٹ فرقہ بنا تو اُس میں یہودیت کی کچھ تعلیمات تھیں جن کی وجہ سے یہودیوں کو یورپ میں سیاسی اور معاشی گرفت مضبوط کرنے کا موقع مل گیا جس کے نتیجے میں وہ برطانیہ جیسی کالونیل طاقتوں سے 1917ء میں ڈکلیریشن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور فلسطین میں لا کر یہودیوں کو آباد کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

قائداعظم نے اسرائیل کو جو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا تو اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کے ڈی این اے میں اسرائیل سے نفرت شامل تھی۔ علامہ اقبال نے 1919ء میں کہا تھا کہ فلسطین میں یہودیوں کو بسانے کی جو کوشش ہو رہی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ کے مفتی اعظم کے بھی مسلم لیگ کے رہنماؤں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اور قیام پاکستان کے بعد انہوں نے پاکستان کا دورہ بھی کیا۔ 1940ء میں جب قرارداد پاکستان پاس ہوئی تھی تو اس کے ساتھ ہی فلسطین کے حوالے سے بھی ایک قرارداد پاس ہوئی تھی جس میں فلسطین میں یہودیوں کو بسانے کی کوشش کی مذمت کی گئی تھی اور مطالبہ کیا گیا تھا کہ بیت المقدس کو مسلمانوں کی تولیت میں ہی رہنے دیا جائے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب لیاقت علی خان امریکہ کے دورے پر گئے تو وہاں یہودیوں نے ان سے فرمائش کی کہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کر لے تو پاکستان کو مالا مال کر دیا جائے گا۔ انہوں نے تاریخی جواب دیا: "Gentlemen! Our souls are not for sale." آج پاکستان کی موجودہ حکومت کے وزراء اور اس کے حمایتی صحافی یہ کہہ رہے ہیں کہ فلسطین ہمارا مسئلہ نہیں ہے، یہ دراصل نظریۂ پاکستان، بانیانِ پاکستان اور پوری اُمت مسلمہ سے غداری کے مترادف ہے۔ احادیث مبارکہ میں بہت واضح طور پر یہ تعلیمات ہیں کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات میں سے ایک بیت المقدس بھی ہے۔ اسی طرح دورِ فتن کی احادیث میں آخری دور کی جنگوں کا بھی ذکر ہے جن میں مسلمانوں کو لشکر دجال کے خلاف فتح حاصل ہوگی اور اس کے بعد پتھر اور درخت بھی پکاریں گے کہ اے مسلمانو! ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہے اس کو قتل کر دو۔ اب رفتہ رفتہ وہ صورتحال واضح ہوتی نظر آ رہی ہے۔ یہاں تک کہ یورپ کی یونیورسٹیوں میں غیر مسلم طلبہ نے بھی اسرائیل کے خلاف مظاہرے کیے۔ انگلینڈ میں منعقد ہونے والے ایک سالانہ کنسرٹ میں لوگوں نے باقاعدہ اسرائیل کے خلاف نعرے لگائے، پس منظر میں فلسطینی جھنڈے لہرائے جا رہے تھے اور آزاد فلسطینی ریاست کا مطالبہ دہرایا جا رہا تھا، اس منظر کو BBC نے بھی لائیو دکھایا۔ یہی سلسلہ آگے بڑھے گا اور پتھر اور درخت بھی یہودیوں کے خلاف بولیں گے۔

سوال: سات اکتوبر 2023ء سے آج تک مسلسل 21 ماہ سے اسرائیل فلسطینیوں پر مظالم ڈھا رہا ہے اور امریکہ اسلحہ بارود کے لحاظ سے بھی اس کی مکمل پشت پناہی کر رہا ہے اور اس کے خلاف پیش ہونے والی ہر قرارداد کو بھی ویٹو کر رہا ہے۔ ان حالات میں اگر عرب ممالک امریکہ کے دباؤ میں آ کر اسرائیل کو تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر بھی پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہیے یا نہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: پشت پناہی چھوٹا لفظ ہے، دراصل یہ سارا کیا دھرا امریکہ کا ہے۔ اگر امریکہ پیچھے نہ ہو تو نیتن یاہو کچھ نہیں کر سکتا۔ جہاں تک ویٹو کا تعلق ہے تو یہ جمہوریت کی بھی نفی ہے اور انسانیت کی بھی نفی ہے۔ ساری انسانیت ایک طرف چیخ رہی ہے کہ غزہ میں ظلم بند کیا جائے، عالمی عدالتیں اسرائیل کے خلاف فیصلہ دے چکی ہیں، لیکن اکیلا امریکہ ویٹو کر دیتا ہے۔ جہاں ایک طرف پرندوں تک کے حقوق کے لیے این جی اوز کھڑی ہو جاتی ہیں دوسری طرف خود UNICEF کی رپورٹ کے مطابق 50 ہزار بچے غزہ میں شہید ہو چکے ہیں لیکن امریکہ اس کے باوجود اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہے۔ اسرائیل سے بڑھ کر ظالم امریکہ ہے جو غزہ کو خالی کروانا چاہتا ہے اور کہتا

ہے یہاں تفریح گاہ بناؤں گا۔ ان حالات میں اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرتا ہے تو پاکستان کے 24 کروڑ عوام کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ عوام تو پہلے ہی ان حکمرانوں سے تنگ ہیں۔ ہمارے آرمی چیف حافظ قرآن ہیں اور قرآن کی آیات پڑھ پڑھ سناتے ہیں، اسی قرآن کے اندر یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جو یہود سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ مسجد اقصیٰ کی حرمت صرف عربوں کا مسئلہ نہیں ہے، یہ تمام مسلمانوں کے ایمان سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمارے ٹی وی اینکرز جو بیٹھ کر پھلجھڑیاں چھوڑ رہے ہیں کہ ہمیں کیا تکلیف ہے۔ تکلیف تو ان کو ہوگی جن کے دل میں ایمان ہے، جن کے ایمان ڈالرز پر ہیں انہیں کیا تکلیف ہوگی؟

سوال: ٹرمپ نے اپنے پہلے دورِ حکومت میں ابراہم اکارڈز کا جو سلسلہ شروع کیا تھا، یہ اسی کا تسلسل ہے جو اب اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں یا یہ کوئی الگ منصوبہ ہے؟

بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ: ٹرمپ کے پہلے دور میں اور موجودہ دور میں بہت فرق ہے۔ اب دنیا میں چین اور روس بھی بڑی طاقتیں بن چکے ہیں۔ پھر یہ کہ حماس اور ایران نے اسرائیل کی طاقت کا بھی بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح پاکستان نے بھی بھارت کو شدید جھٹکا دیا اور بھارت کے پیچھے اسرائیل کھڑا تھا۔ دنیا پہلے یونی پولر تھی، لیکن اب بائی پولر ہو چکی ہے۔ ابراہم اکارڈز کا مقصد یہ ہے کہ اسرائیل کے اردگرد کے سارے ممالک اسرائیل کے ساتھ تعلقات نارمل کر لیں اور ایک بڑا ایجنڈا برکس کو کاؤنٹر بیلنس کرنا اور BRI کو ثبوتاژ کرنا بھی ہے۔ اس کے مقابلے میں انڈیا مڈل ایسٹ یورپ اکنامک کوریڈور کو کامیاب بنانا ہے۔ برکس اس وقت دنیا کی سب سے بڑی حقیقت بن چکا ہے۔ اس کے 10 ممالک دنیا کی 50 فیصد آبادی اور 40 فیصد معیشت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ لہٰذا ابراہم اکارڈز 2 کی بڑی وجہ برکس ہے۔ روس، امریکہ اور یورپ کی جانب سے عائد کی جانے والی 20 ہزار پابندیوں کے باوجود بھی اس وقت ایران، عراق، متحدہ عرب امارات اور سعودیہ سے تیل درآمد کر رہا ہے۔ اب وہ ڈالر کو بھی ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ سی پیک چین کا ایک چھوٹا پروجیکٹ ہے جبکہ BRI افریقہ تک اپنی جڑیں پھیلا رہا ہے۔ جبکہ انڈیا احمق ہے جو IMEC کے ذریعے اس کو کمتر کرنا چاہ رہا ہے۔ اس وقت دنیا پرانے جیو پولیٹیکل ورلڈ آرڈر سے اپنی ڈی کوڈنگ کر رہی ہے اور نئے اتحاد بن رہے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا کے حالات اس طرح کے نہیں رہے جیسے ٹرمپ کے پہلے دور میں تھے۔ اب مسلمانوں کا مورال بھی دنیا میں بلند ہو چکا ہے اور ان حالات میں مسلم حکمران کوئی ایسا فیصلہ نہیں کریں گے جس کی وجہ سے انہیں عوام کے غضب کا سامنا کرنا پڑے۔ اسی طرح پاکستان کا بھی اب امریکہ پر زیادہ انحصار نہیں رہا بلکہ امریکہ اور یورپ کی مجبوری ہے کہ وہ پاکستان کی مدد کریں۔ پہلے پاکستان آئی ایم ایف کے ذریعے بلیک میل ہوتا تھا کیونکہ پاکستان کی جتنی ملٹری ہارڈویئرز تھے وہ امریکہ پر منحصر تھے لیکن اب ہم چین کی ٹیکنالوجی کو استعمال کر رہے ہیں۔ ویسے بھی امریکن ٹیکنالوجی میں بڑے سکیورٹی رسک ہیں۔ اس پر ہم بھروسا نہیں کر سکتے۔

رضاء الحق: امریکی نائب صدر جیمز وانس نے مودی کو مخاطب کر کے حالیہ بیان دیا ہے کہ پاکستان کے مطالبات مان لو ورنہ پاکستان تم پر بہت جلد بڑا حملہ کرے گا۔ پھر اسرائیل اور پاکستان دونوں نے ٹرمپ کو نوبل انعام کے لیے نامزد کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری اہم ترین شخصیات کے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران پاکستان کو کچھ اہم اہداف دیے گئے ہیں۔ برکس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ اس کا جو حالیہ وزرائے خارجہ لیول کا اجلاس ہوا ہے اس میں غزہ میں جاری اسرائیل مظالم اور ایران پر اسرائیلی حملہ کی مذمت کی گئی ہے۔ گویا کہ اب امریکہ کی سول سپریم پاور کی حیثیت نہیں رہی۔ ایک خبر یہ بھی آئی ہے کہ ٹرمپ نے ایک کمپنی کو ہائر کیا ہے جو غزہ میں تعمیراتی منصوبوں پر کام شروع کرے گی۔ اس لیے ٹرمپ بھی یہ چاہتا ہے کہ غزہ سے مسلمانوں کو زبردستی نکالا جائے۔ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ اپنی جگہ ہے کیونکہ صہیونیوں کے مطابق ان کا مسایاح آئے گا اور یروشلم سے پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ اسی منصوبے پر وہ کام کر رہے ہیں۔

سوال: پاکستان کو ابراہم ایکارڈز 2 سے باز رکھنے کے لیے آپ عوام، علماء اور حکومت کو کیا مشورے دیں گے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: علماء کرام کو مساجد، منبر و محراب سے آواز اُٹھانی چاہیے، عوام کو جلسے، جلوس، ریلیاں اور مظاہروں سمیت ہر طرح کا اہتمام کرنا چاہیے۔ عوام کو اس حوالے سے جگانا بہت ضروری ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام کو پتا ہی نہ چلے کہ ابراہم اکارڈز کیا ہے۔ ہم عوام سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ حکومت اگر ابراہم اکارڈز کی جانب پیش رفت کرتی ہے تو عوام ڈٹ کر اس کی مخالفت کریں۔

بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ: اگر پاکستان ابراہم ریکارڈ کے حوالے سے پیش رفت کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ پاکستان چین اور روس سے خود کو الگ کر رہا ہے کیونکہ ابراہم اکارڈز 2 کا سب سے بڑا مقصد برکس، BRI اور سی پیک کو ثبوتاژ کرنا ہے۔ جبکہ حالیہ پاک بھارت جنگ میں بھی چین نے پاکستان کی مدد کی ہے، اس کے علاوہ پاکستان کے چین کے ساتھ ملٹری، سکیورٹی اور معاشی مفادات بھی جڑے ہیں۔ اگر پاکستان ابراہم اکارڈز میں جاتا ہے تو اس کو بہت زیادہ نقصان ہو سکتا ہے۔ ہم کشمیر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

رضاء الحق: اصل معاملہ یہ ہے کہ ہم اسلام سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ مستقبل کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسلام کے حوالے سے اس خطے کا بہت اہم رول ہوگا۔ احادیث میں بھی ذکر ہے کہ یہاں سے اسلامی لشکر جائیں گے اور ارض مقدس میں جا کر دجال کے لشکر کے خلاف لڑیں گے۔ تنظیم اسلامی کا ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دور سے ہی بڑا واضح موقف رہا ہے کہ اگر ساری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کر لے تب بھی پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام میں یہود کو مغضوب علیہم قرار دیا گیا ہے۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم یہ الفاظ دہراتے ہیں۔ پھر ہم اسرائیل کے ساتھ کس طرح معاہدے کر سکتے ہیں؟ اسی طرح مسجد اقصیٰ کا شمار مسلمانوں کے تین اہم ترین مراکز میں ہوتا ہے جو کہ حرمت والے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے معراج کا سفر اسی مقام سے کیا اور تب سے بیت المقدس کی تولیت مسلمانوں کے سپرد کی گئی ہے۔ پھر یہ کہ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اوّل بھی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اب پوری دنیا میں اللہ کے دین کو قائم اور نافذ کرنا موجودہ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے نہ کہ یہود کی جو کہ مغضوب علیہم قرار پا چکے ہیں۔ لہٰذا اب یہود منتخب لوگ نہیں رہے۔ تحویل قبلہ کا معاملہ بھی اس کا اہم ترین ثبوت ہے۔ اب دنیا میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ مسلمانوں نے ادا کرنا ہے۔ بین الاقوامی قوانین کے مطابق بھی یہودی فلسطین پر ناجائز طور پر قابض ہیں۔ اقوام متحدہ کی قراردادیں بھی اس پر گواہ ہیں۔ لہٰذا انٹرنیشنل لاء کے مطابق بھی اسرائیل کا وجود ناقابل قبول اور ناقابل تسلیم ہے۔ اگر ہم اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر کشمیر پر بھارتی قبضہ کے خلاف بھی ہم کوئی بات نہیں کر سکیں گے۔ ❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ فرید احمد پراچہ: مشیر برائے سیاسی امور امیر جماعت اسلامی پاکستان

3۔ بریگیڈیئر (ر) رفعت اللہ: دفاعی تجزیہ نگار

میزبان: وسیم احمد باجوہ: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

رقصِ بسمل کا تماشا دیکھنے والے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اسرائیل کی غزہ میں وحشیانہ جنگ بظاہر اب رُخ بدل رہی ہے۔ جنگ کے بہانے نیتن یاہو کو اپنی تمام تر کرپشن کی تحقیق سے بچنے، اپوزیشن اور عوام کو دبانے کی خاصی طویل مدت مل گئی۔ مغربی حکومتوں کی جنگ میں مدد نے مغربی جمہوریت کو بری طرح دنیا بھر میں بے نقاب کیا۔ معاشی بربادی، قومی انتشار سبھی نے سہا۔ صہیونی، اسرائیلی فوج کی نفرت دنیا بھر کے رگ و پے میں اتر گئی۔ ٹرمپ دوہری جنگ لڑتا، اسرائیل کی خاطر جا بجا انقلابی ہنگامے کھڑا کرتا اب ہار چلا ہے۔ روس یوکرین جنگ، اسرائیل ایران جنگ، یورپ کو آنکھیں دکھاتا، نیٹو کی مالی حصہ داری سے ہاتھ کھینچتا ہر طرف اُلجھا پڑا ہے۔ اندرونِ ملک طوفان کچھ کم نہیں۔ تارکین وطن کو نکال باہر کرنے کی مہم، نیویارک میں اچانک، غیر متوقع ابھر آنے والا یوگنڈا کا 33 سالہ گجراتی! (بظاہر مسلم شناخت) میئر کی انتخابی مہم میں مقبولیت پر برافروختہ نیویارک کو 'جیویارک' بنا ڈالنے والے یہودی کیسے سنبھالیں! دوسری طرف ایلون مسک اپنی اربوں ڈالر دولت کے بل پر نئی سیاسی پارٹی 'امریکہ پارٹی' بنا کر ہلچل مچا رہا ہے۔ ٹرمپ کا بگڑا منہ کچھ اور بگڑ گیا۔ وہ تو مسک کو دھمکا رہا تھا کہ اس کی کمپنیوں کو ملنے والی سرکاری مالی معاونت (اربوں ڈالر میں) بند کی جائے اور اسے واپس جنوبی افریقہ بھیجا جائے۔ (مسک کو 2002ء میں امریکی شہریت ملی تھی)۔ مسک نے 160 سالہ امریکی سیاست کے 2 پارٹی نظام پر نئی پارٹی لیے حملہ کر دیا!

غزہ نے دنیا بھر میں انسانوں کو مزاحمت اور آزادی کی بھرپور تربیت دے دی ہے۔ اتنی کہ ناچنے گانے بجانے والے بینڈ نے برطانیہ، آئرلینڈ، غرض دنیا بھر کے نوجوانوں میں آگ بھڑکا دی۔ 'موت، موت، موت' کی تکرار کے ساتھ..... کس کے لیے؟ اسرائیلی دفاعی افواج IDF کے لیے! ان کے پوسٹر پر مرکاوا ٹینک ہے، علامتی! (جس پر ایک قسامی نے ٹینک کا ڈھکن بے جگری، بے خوفی سے اٹھا کر بارود سے اندر بیٹھے 7 'IDF' فوجی بھسم کر دیئے تھے)۔ حادثہ اس سے بڑا یہ ہوا کہ 'Kneecap' نامی بینڈ، اس کھچا کھچ بھرے گلیسٹن بری' مقبول فیسٹول کو برطانیہ سے لائیو بی بی سی' پر دنیا بھر کو دکھایا جا رہا تھا۔ پیچھے فلسطینی جھنڈا تھا اور "فری فری فلسطین" کے نعرے ہمراہ تھے۔ "یہ بچے مار رہے ہیں، جنگی جرائم کے مرتکب ہیں، دنیا جھوٹ بول رہی ہے، حقائق کھول دو، سچ کا اظہار کرو، صہیونیوں کی پکار نظر انداز کرو، دیوانے ہو جاؤ (غزہ کے حالات کے تناظر میں)، مٹھیاں بھینچو (غصے کا اظہار!) ہم ہی وہ ہیں جنھیں لازماً مزاحمت کرنی ہے، اپنا کردار ادا کرو، کھڑے ہو جاؤ اور لڑو، فلسطینیوں کی اس مظلومیت میں مدد کرو، موت، موت، موت ہو IDF کو۔" پھر پورا مجمع بیک آواز یہ پکارتا ہے۔ (نوٹ کیجیے فلسطین کا حق مسلمان نہیں یہ غیر مسلم ادا کر رہے ہیں) اس پکار کا سحر چھا گیا اور بہت جلد ٹویٹر پر یہی (خوفناک جملہ اسرائیل کے لیے!) ٹاپ ٹرینڈ بن گیا۔

حجر و شجر کی باری بھی آئے گی آخری ہلے میں جب حدیث کے مطابق ہر پتھر، ہر درخت پکار اُٹھے گا، میرے پیچھے یہودی چھپا ہے۔ فی الحال تو مسلمانوں (برصغیر و دیگر مسلم علاقوں) کے پرانے آقاؤں کے در و دیوار گونج رہے ہیں۔ جنوبی افریقہ کا انفلوئنسر، کینیڈس کنگ کہتا ہے کہ وہ شیطانی سیاح جس نے 18 ماہ کا بچہ (روس میں) زمین پر دے مارا، وہ IDF فوجی ہے۔ یہ دنیا محفوظ نہیں ہے جب تک اسرائیلی دنیا میں کھلے عام پھر رہے ہیں۔ یہ طبقہ حساسیت میں ہالی وڈ سے لے کر برطانیہ تک غزہ کی پشت پناہی میں حیران کن حد تک باضمیر اور اظہار میں بے باک ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ انھیں ایمان عطا کر دے۔ (بہت سے مسلمان ہوئے بھی ہیں غزہ کے بے مثل صبر و ثبات بھرے حسین کردار پر!) فیسٹول میں بے باک سچ کے اظہار پر گوئینے باب ویلن کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی، بہت سے پروگرام منسوخ کروا دیئے جانے کی صورت میں! اسے تو IDF کے لیے موت کی آواز لگانے کو نفرت انگیز قرار دیا گیا (Hate Speech)۔ مگر IDF کا ننھے فلسطینی بچے، ان کی مائیں، خاندان اجاڑنا نفرت کی قاتلانہ مہم نہ تھی؟ دوہرے معیارات اور جھوٹ کی کوئی حد تو ہو!

اسی دوران برطانوی حکومت نے فلسطین ایکشن نامی، نہایت فعال، بے باک گروپ کو دہشت گرد تنظیم (دہشت گردی ایکٹ 2000ء کے تحت) قرار دے دیا۔ یو کے ہائی کورٹ نے بھی پابندی کی تائید کر دی۔ جس پر غم و غصے کی لہر برطانیہ اور اس سے باہر بھی، ممبران پارلیمنٹ، صحافیوں اور ایکس برادری سمیت ہر طرف پھیل گئی۔ اس اقدام کا مقصد، برطانیہ اسرائیل مابین ترسیل اسلحہ کے معترضین، ناقدین کی مکمل زبان بندی تھی۔ یہ گروپ مسلسل غزہ کا پشت پناہ رہا۔ اب تک سول نافرمانی، فوجی جہازوں کو بیس میں گھس کر سرخ پینٹ کر دینا، جو فیکٹریاں اسرائیل کو اسلحہ سپلائی کرتی ہیں، ان میں سپرے پینٹ کر کے برطانیہ اسرائیل تعاون پر احتجاج کرنا۔ یہ علامتی تھا، پُرتشدد نہ تھا۔ اس پر پابندی نے اظہار رائے سلب کرنے کا تاثر گہرا کر دیا۔ کارکنان، آرٹسٹ، سیاستدان، عوام چلا اُٹھے۔ ہزاروں کی تعداد میں نکلے کہ ہم سب 'فلسطین ایکشن' ہیں۔ ایم پی زارہ سلطانہ کھول اٹھی: 'سپرے پینٹ کے ڈبے کو انھوں نے خودکش بم بنا دیا؟ یہ احمقانہ بات ہے! یہ برطانیہ کی قتل عام میں شراکت کو دبانے، چھپانے کو کیا گیا ہے۔ سچ کی زباں بندی نہ ہو سکے گی! عجب ہے کہ جو 'فلسطین ایکشن' کر رہی ہے وہ دہشت گردی ہے اور اسرائیل جو (قتل و غارت گری) کر رہا ہے، وہ قتل عام نہیں؟ جرم نہیں؟ اس پر پابندی لگ گئی اور IDF و نیتن یاہو اپنا جھوٹ پھیلانے میں آزاد ہیں۔' بینڈ نے اپنے فلسطین نواز ہونے پر لکھا: برطانیہ نے جنگ مخالف اور قتلِ عام مخالف کو دہشت گرد بنا ڈالا۔ سٹارمر (وزیر اعظم) بھی انسانیت کے خلاف جرائم کا چیمپئن ہے۔ انقلاب اب یہ ہوگا: 'برطانیہ، آئرلینڈ سے نکل جاؤ۔ انقلاب اب لائیو ہوگا!' سابق برطانوی سفارتکار کریگ مرے نے 13 گھنٹے کارروائی سننے کو، کورٹ میں گزارے۔ فلسطین ایکشن پر پابندی پر شدید غم زدہ تھا۔ 'برطانوی حکومت کے چہرے کے نقاب اُتر گیا، مہذب رویہ اتار پھینکا۔ ایک نے لکھا: میرے خدا! اس کا مطلب ہے، اب ہم تنقید، اختلاف کا حق کھو چکے ہیں؟ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ سوشل میڈیا پر پابندی لگنے سے قبل آخری جملہ فلسطین ایکشن نے لکھا: دبانے سے مزاحمت مزید بڑھتی ہے!

اس ہولناک جنگ میں مغربی دنیا کی حکومتی سطح پر

شمولیت، شراکت، اسرائیل کو قوت فراہم کرنا حد درجہ شرمناک ہیں۔ مسلم دنیا زبانی جمع خرچ سے آگے نہ بڑھی۔ دنیا بھر میں سبھی عوام الناس (مسلمان کم کم، غیر مسلم بہت زیادہ) بالخصوص برطانیہ، جنوبی افریقہ، آئرلینڈ فلسطین کے زبردست مؤید، پشت پناہ رہے۔ 7 اکتوبر 2023ء سے آج تک دیوانہ وار احتجاجی مہمات سے دنیا ہلاتے، دہلاتے رہے۔

امریکہ اسرائیل نے امدادی خوراک کی ترسیل کا جو قاتلانہ نظام، UN اداروں کے عادلانہ مہربان نظام کی جگہ، ان سے چھین کر چلایا، اس کی سفاکی نے دنیا کو ان قاتل قوموں کے لیے نفرت سے بھر دیا۔ 170 امدادی تنظیموں نے اس کے خلاف برسلز سے مشترکہ بیان جاری کیا۔ اسرائیلی فوجی کنٹرول میں جکڑا امدادی نظام جو بھوکے محصور شہریوں کو مجبور کر رہا ہے کہ یا بھوک سے مر جاؤ یا بندوق کی گولی سے۔ بھوک سے مرتے ہجوم آ کر مدد وصول کرنے کھڑے ہوتے ہیں تو یا بندوق کی گولی کا وہ لقمہ بنتے ہیں، روٹی کے دو لقموں کے عوض۔ اور اگر آٹا ملتا ہے تو اس میں زہرناک نشہ آور ڈرگ 'آکسی کوڈان' ہوتی ہے جو ادویاتی ہتھیار سے دہشت گردی کے مترادف ہے۔ وہ روح جسے وہ بموں بھری ہلاکتوں سے شکست نہ دے سکے، اُسے اس حوصلہ شکن جذباتی بحران، شعوری حالت، مخدوش کرنے والی گولی سے جبراً زیر کریں گے۔ جنگی جرائم میں یہ ہولناک اضافہ ہے۔ جن مظلوموں کو آپریشن بے ہوش کیے بغیر کروانے پڑے انھیں اب یوں بے حس اور سُن کیا جائے گا؟ یہ سب 2 ارب مسلمان برادری کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ مغربی عوام اپنی تعلیم، ڈگریاں، نوکریاں فلسطینی بچانے کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ ہمیں حب دنیا اور کراہیۃ الموت لے ڈوبی۔ زمینیں، پلاٹ، گھر، گاڑیاں، مناصب، سیاست۔ حب الشہوات نے تباہ کر دیا۔ نفاق یہی تو ہے۔

یہ سب ہیں رقصِ بسمل کا تماشا دیکھنے والے

اگر امریکہ اسرائیل جنگ بندی کی بات کر رہا ہے تو وہ اپنے رذائل و مسائل کے ہاتھوں کرے گا۔ اسرائیلی فوجی شدید نفسیاتی مریض اور تعداد میں کم پڑ رہے ہیں۔ ٹیکساس میں ناگہانی خوفناک سیلاب مکافاتِ عمل ہے۔ غزہ میں ظلم اور بے دردی سے قتل و غارت گری نے خود امریکہ کو صدی بھر کی بدترین غرقابی سے دوچار کیا۔ تمام اسباب و وسائل کسی کام نہ آئے۔ اللہ اس کرب سے ان اپنے پیاروں اور ہمارے پیارے فلسطینی بہن بھائیوں کو نکالے۔ (آمین)

پریس ریلیز 11 جولائی 2025ء

بانیانِ پاکستان نے ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کی اٹل ریاستی پالیسی کُھل کر بیان کر دی تھی۔ تنظیم اسلامی کا اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کا مؤقف صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ ایمان اور عدل پر مبنی ہے

شجاع الدین شیخ

بانیانِ پاکستان نے ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے کی اٹل ریاستی پالیسی کُھل کر بیان کر دی تھی۔ تنظیم اسلامی کا اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کا مؤقف صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ ایمان اور عدل پر مبنی ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال نے 1919ء اور پھر 1937ء میں ارضِ مقدس میں صہیونیوں کی آبادکاری اور مجاہدین کی اس کے خلاف مزاحمت کی کُھل کر حمایت کرتے ہوئے اس بات کا واشگاف الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ فلسطین کے مسلمانوں کے علاقوں پر یہود کا قبضہ کروا کر اُن کی ریاست قائم کرنا مسلمانوں کے لیے کسی صورت میں قابلِ قبول نہیں۔ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 14 مئی 1948ء کو ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کے قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔'' اس سے کئی برس قبل قائداعظم نے ایک بیان میں یہ بھی کہا تھا کہ ''جب تک ایک بھی مسلمان مرد اور عورت زندہ ہے، اسرائیل کے وجود کا کوئی جواز قابلِ قبول نہیں۔'' اسی طرح معروف انگریزی جریدے ٹریبیون نے 22 نومبر 2023ء کی اشاعت میں حقائق کا انکشاف کرتے ہوئے لکھا کہ 1939ء میں قائداعظم نے چودھری خلیق الزمان اور عبدالرحمٰن صدیقی کو برطانیہ بھیجتے ہوئے ہدایت کی کہ مفتیٔ اعظم فلسطین امین الحسینی کو اُن کا پیغام پہنچائیں اور مختلف ملاقاتوں میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اس مؤقف کو پیش کریں کہ برطانیہ کا وہ وائٹ پیپر حقائق کے منافی ہے جس میں فلسطین کی سرزمین پر اسرائیلی ریاست کے قیام کی بات کی گئی ہے۔ قائداعظم نے زور دے کر کہا کہ وہاں صرف ایک ہی ریاست قائم ہونی چاہیے اور وہ فلسطینی ریاست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ فلسطین کے ساتھ محبت اور بیت المقدس کی حرمت تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانوں کی قیادت اور عوام کے ڈی این اے میں شامل تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے منٹو پارک میں قائداعظم کی صدارت میں سب سے پہلے فلسطین کی واحد ریاست کے مطالبہ کو قرارداد کی صورت میں پیش اور منظور کیا گیا اور اُس کے بعد قراردادِ لاہور (قراردادِ پاکستان) پیش کی گئی۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ان تاریخی حقائق کو نظرانداز کرنا خلافِ عدل و انصاف ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ابراہم اکارڈز پر دستخط کرنے کا مطلب درحقیقت ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنا ہے۔ لہٰذا حکومتِ پاکستان اُس طے شدہ پالیسی کو جاری رکھے جو بانیانِ پاکستان نے اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کے حوالے سے قیامِ پاکستان کے وقت بلکہ اس سے بھی قبل طے کر دی تھی۔ اُنہوں نے کہا کہ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا فرمانا تھا کہ اگر عرب ممالک سمیت ساری دنیا بھی اسرائیل کو تسلیم کر لے تو پاکستان کو پھر بھی ہرگز اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ مسئلہ فلسطین اور ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کو کبھی تسلیم نہ کرنے کے حوالے سے یہی تنظیم اسلامی کی بھی اٹل پالیسی ہے جو سیاسی ہی نہیں بلکہ ایمان اور عدل پر مبنی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- اسرائیلی ذرائع ابلاغ کے مطابق شمالی غزہ کے علاقے بیت حانون میں فلسطینی مزاحمت کاروں نے بڑی کارروائی کے دوران قابض اسرائیلی فوج کی ایک بکتر بند گاڑی اور بارود سے بھرے ٹرک کو نشانہ بنا کر 5 فوجیوں کو ہلاک اور کم از کم 10 کو شدید زخمی کر دیا جبکہ ایک قابض فوجی تا حال لاپتہ ہے۔
- اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' نے برکس ممالک کی جانب سے غزہ میں فوری جنگ بندی اور قابض اسرائیل کی مکمل انخلا کے مطالبے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے فلسطینی زمینوں پر قابض اسرائیل کے انخلا کے لیے اہم قدم قرار دیا ہے۔
- تل ابیب سمیت مختلف شہروں میں ہزاروں اسرائیلی شہریوں نے سڑکوں پر نکل کر احتجاجی مظاہرے کیے، اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ غزہ میں مکمل جنگ بندی اور تمام قیدیوں کی رہائی پر مشتمل جامع معاہدے پر دستخط کرے۔
- اسرائیلی اخبار معاریو کے مطابق ریٹائرڈ میجر جنرل اسحاق بری کا کہنا ہے کہ حماس دوبارہ اپنے جنگ سے پہلے والے حجم تک واپس آ چکی ہے اور اس وقت تقریباً 40 ہزار مجاہدین زیر زمین سرنگوں میں منظم انداز میں موجود ہیں۔
- قابض اسرائیل غزہ کی پٹی میں شہریوں اور بے گھر افراد کے خلاف اپنے منظم جرائم کا ارتکاب جاری رکھے ہوئے ہے، پناہ گاہوں کو جان بوجھ کر اور بار بار نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ غزہ کی پٹی میں حالیہ نسل کشی کے آغاز سے اب تک 256 پناہ گاہوں کو نشانہ بنایا گیا ہے، جن میں 7 لاکھ سے زائد بے گھر افراد مقیم ہیں۔ جبکہ صرف جون 2025ء میں ہی 11 سے زیادہ مراکز کو نشانہ بنایا گیا۔ 7 اکتوبر 2023ء سے جاری اسرائیلی جارحیت میں اب تک 57523 فلسطینی شہید اور 136617 زخمی ہو چکے ہیں۔ 18 مارچ 2025ء سے اب تک 6964 شہداء اور 24576 زخمی ریکارڈ کیے جا چکے ہیں۔ انسانی امداد کے حصول کے دوران شہید ہونے والوں کی مجموعی تعداد 751 اور زخمیوں کی تعداد 4931 تک پہنچ چکی ہے۔ عالمی ادارۂ خوراک نے خبردار کیا ہے کہ غزہ کی پٹی میں موجود بیشتر فلسطینی خاندان اب بمشکل دن میں صرف ایک وقت کا کھانا کھا رہے ہیں، جبکہ قحط، بھوک اور فاقہ کشی کا خدشہ شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔
- اسرائیلی ذرائع ابلاغ کے مطابق، گزشتہ دنوں میں فلسطینی مزاحمت کی حکمت عملی میں غیر معمولی تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ جہاں پہلے مجاہدین خفیہ رہ کر لڑتے تھے، اب وہ جرأت و بہادری کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ مزاحمتی جنگجو اب نہ صرف مشین گنوں اور دھماکا خیز مواد سے لیس ہیں بلکہ وہ دشمن کے ٹھکانوں کو نشانہ بنانے میں غیر معمولی مہارت دکھا رہے ہیں۔ 7 اکتوبر 2023ء سے شروع ہونے والی جنگ میں اب تک 883 قابض فوجی ہلاک اور 6000 سے زائد زخمی ہوئے ہیں، جن میں بڑی تعداد زمینی حملوں کے دوران زخمی ہونے والوں کی ہے۔ صرف جون کے مہینے میں 20 صہیونی فوجی مارے گئے، جن میں سے 15 خان یونس میں جہنم رسید ہوئے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **اقوامِ متحدہ: پاکستان نے سلامتی کونسل کی صدارت سنبھال لی:** جولائی 2025ء کے لیے پاکستان نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی صدارت سنبھال لی ہے جسے عالمی سطح پر ایک اہم سفارتی پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ پاکستان کو صدارت ایسے وقت میں ملی ہے جب دنیا مختلف تنازعات اور انسانی بحرانوں کا سامنا کر رہی ہے۔
- **بھارت: مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی:** بھارتی شہر ممبئی کی مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یہ پابندی ممبئی ہائیکورٹ کی 'صوتی آلودگی' سے متعلق حالیہ ہدایت کے بعد سامنے آئی ہے جسے پولیس نے شہر بھر میں نافذ کر دیا ہے۔ جبکہ 5 مسلم مذہبی اداروں نے ممبئی ہائیکورٹ میں درخواست دائر کر کے لاؤڈ اسپیکر ہٹانے کو چیلنج کیا ہے۔
- **ترکیہ: گستاخانہ خاکہ شائع کرنے پر کارٹونسٹ' ایڈیٹر سمیت 5 گرفتار:** ترکیہ میں ایک ہفت روزہ میگزین میں توہین آمیز خاکے کی اشاعت پر مذہبی حلقوں کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آنے پر کارٹونسٹ اور ایڈیٹرز کو گرفتار کر لیا گیا۔
- **برطانیہ: شام کے ساتھ تعلقات بحال:** شام کے دورے پر گئے برطانوی وزیر خارجہ ڈیوڈ لیمی نے کہا ہے کہ شام کی نئی حکومت کی حمایت کرنا برطانیہ کے مفاد میں ہے، اس لئے شام کے ساتھ تعلقات بحال کئے جا رہے ہیں اور شام کی مدد کے لیے 94 ملین پاؤنڈ دینے کا وعدہ بھی کیا۔
- **روس: نئے افغان سفیر کی اسناد قبول کر لیں:** روس نے افغانستان میں طالبان حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے امارات اسلامیہ افغانستان کے نئے سفیر کی اسناد قبول کر لی ہیں۔ روسی وزارت خارجہ کا کہنا ہے کہ افغان حکومت کو باضابطہ تسلیم کرنے سے دو طرفہ تعاون کو فروغ ملے گا۔
- **بنگلہ دیش: حسینہ واجد کو توہین عدالت پر 6 ماہ قید:** انٹرنیشنل کرائم ٹریبونل نے سابق وزیر اعظم اور عوامی لیگ کی سربراہ شیخ حسینہ واجد کو توہین عدالت کا مجرم قرار دیتے ہوئے 6 ماہ قید کی سزا سنا دی ہے۔ عدالتی فیصلے کا پس منظر لیک ہونے والی ایک آڈیو ہے، جس میں شیخ حسینہ کو یہ کہتے سنا گیا "میرے خلاف 227 مقدمے ہیں، اب مجھے 227 لوگوں کو مارنے کا لائسنس مل گیا۔"
- **قازقستان: عوامی مقامات پر' نقاب پہننے' پر پابندی:** صدر قاسم جومارت توقایف نے قازقستان میں عوامی مقامات پر چہرہ چھپانے (نقاب پہننے) والے لباس پہننے پر پابندی کے قانون پر دستخط کر دیئے ہیں۔ قانون کے مطابق ایسے لباس پر پابندی ہوگی جو شناخت میں رکاوٹ بنتے ہیں، تاہم اس میں طبی مقاصد، خراب موسمی صورتحال، کھیلوں یا ثقافتی تقریبات کے دوران استعمال کیے جانے والے لباس کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔
- **امریکا: ایرانی تیل کی تجارت پر نئی امریکی پابندیاں:** امریکی محکمہ خزانہ نے بتایا ہے کہ ایرانی تیل کی تجارت کرنے والے ایک کاروباری نیٹ ورک اور حزب اللہ کے زیر کنٹرول مالیاتی ادارے پر امریکا نے نئی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ یہ اقدامات ایران کی معیشت اور حزب اللہ کے مالی ڈھانچے پر دباؤ بڑھانے کی کوشش کا حصہ ہیں۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

یادِ رفتگان

تنظیم اسلامی کی دو بزرگ شخصیات دنیا سے رخصت

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

ایوب بیگ مرزا

تنظیم اسلامی کی دو بزرگ شخصیات محترم وقار احمد اور محترم احمد حسن اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم دونوں کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت آئندہ کے ہر مرحلہ پر اُن کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ اُن کی قبروں کو نور سے منور کر دے، وہ قبر کے دریچوں سے جنت کا نظارہ کریں۔ اللہ انہیں وہ مقام عطا فرمائے جو اُس نے اپنے پسندیدہ بندوں کے لیے خاص کیا ہے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے، وہ جنت الفردوس کے دائمی مکین بنیں۔ اللہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور وہ حوضِ کوثر پر آپؐ کے مبارک ہاتھوں سے سیر یاب ہوں۔

دونوں حضرات میں کچھ مشترکات تھیں۔ دونوں کم گو، تنظیمی ضوابط و نظم کے سختی سے پابند اور تنظیمی ذمہ داری کو خاموشی لیکن بڑے احسن طریقے سے نبھانے والے تھے۔ اِدھر اُدھر کے معاملات سے الگ رہتے ہوئے اپنی توجہ کام پر مرکوز رکھتے تھے۔ وقار صاحب کا اضافی معاملہ یہ تھا کہ وہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ''ماں جائے'' بھائی تھے۔ وہ سول انجینئر تھے۔ انہوں نے قرآن اکیڈمی کے دو سالہ کورس سے بھی استفادہ کیا۔ گویا اپنی زندگی میں دینی اور دنیوی علوم کے حصول کے لیے سعی و جہد کرتے رہے۔ نہ صرف خود قرآن بمع ترجمہ پڑھا بلکہ اپنے بچوں کے لیے بھی قرآن بمع ترجمہ کی تعلیم کا انتظام فرمایا۔ بلکہ امتحان کے طور پر بچوں سے پورے قرآن کا ترجمہ لکھوایا بھی۔ گویا گھریلو ماحول کو قرآن و سنت کی روشنی میں نکھارنے کی ذمہ داری بحسن و خوبی ادا کی۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے جب دنیوی معاملات ترک کر کے خود کو دین کے لیے وقف کر دیا تو وقار صاحب نے ہر ہر قدم پر جانی و مالی تعاون کیا اور انتہائی خاموشی اور راز داری سے کیا۔ جس کا ذکر ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنی تحریر ''حساب کم و بیش'' میں کھل کر کیا۔ ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ بڑے بھائیوں میں سے کبھی ایک سے اور کبھی دوسرے کے ساتھ کاروباری شراکت داری رہی، کاروباری شراکت میں اونچ نیچ ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ ''حساب کم و بیش'' میں تحریر کرتے ہیں کہ وقار کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ آج جب میں وقار صاحب کے زندگی میں طرزِ عمل، رویے، زبان کی شائستگی اور قول پر عمل داری پر غور کرتا ہوں تو مجھے وقار صاحب کی شخصیت حیرت انگیز طور پر اسم بامسمی دکھائی دیتی ہے۔

احمد حسن مرحوم سے بھی راقم کے خصوصی تعلقات تھے۔ انکم ٹیکس کے محکمہ میں بڑے آفیسر تھے۔ ان سے ملاقات کے لیے کئی مرتبہ آفس جانے کا اتفاق ہوا، ان کے رینک کے دوسرے آفیسر لوگوں، خاص طور پر کاروباری افراد کے لیے دہشت کی علامت بنے ہوتے تھے لیکن احمد حسن صاحب سب چھوٹے بڑوں سے بڑی اپنائیت سے ملتے تھے لیکن اپنے کام کے دھنی اور کوئی رو رعایت کرنے والے نہ تھے۔ بچوں کو حلال روزی کھلائی، اپنی نگرانی میں انہیں قرآن پاک کی تعلیم دلائی۔ وہ دوسرے افسروں کی شان و شوکت سے رتی بھر مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ ساری زندگی چھوٹے سے گھر میں گزار دی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو دنیا سے اعراض کر کے جنت کے خریدار بن جاتے ہیں۔ بے ضرر کا لفظ شاید ان ہی کے لیے بنا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ صبر و شکر ایسی شاہراہیں ہیں جو سیدھی جنت کو جاتی ہیں، احمد حسن مرحوم ان ہی شاہراہوں کے مسافر تھے۔ جب ریٹائر ہوئے تو اس وقت کے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ نے انہیں مرکز میں عہدہ کی پیش کش کی لیکن انہوں نے کچھ مجبوریوں کی بنا پر معذرت کر لی۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اتفاق سے راقم اور احمد حسن صاحب نے مسجد بنت کعبہ میں اعتکاف کیا۔ امیر تنظیم نے میری ذمہ داری لگائی کہ ان سے اس حوالے سے بات کروں جس پر احمد حسن صاحب نے اپنی تمام مجبوریوں کو ایک طرف رکھ کر تنظیم اسلامی کا معتمد عمومی بننا قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر رحمت کی برسات فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں صالحین کا ہم نشین بنائے اور مجھ جیسے کو بھی جنت میں ان بزرگوں کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 2 کے رفیق جناب مشتاق احمد کی ہمشیرہ صاحبہ کی طبیعت کافی خراب ہے اور وہ ہسپتال میں آئی سی یو میں ایڈمٹ ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0333-8206305

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ بانیِ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے چھوٹے بھائی، حلقہ لاہور غربی کے مدرس محترم عبداللہ محمود کے والد محترم اور سینئر رفیق تنظیم اسلامی وقار احمد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔

☆ حلقہ فیصل آباد جنوبی کے رفیق محمد عثمان ملک وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-8001569

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے نقیب جناب سید صہیب علی کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0321-2032330

☆ حلقہ پوٹھوہار کی مقامی تنظیم گوجر خان کے مبتدی رفیق محمد سہیل کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0319-7509347

☆ حلقہ لاہور غربی کے رفیق اور مکتبہ انجمن خدام القرآن کے کارکن عمر فاروق کی خوشدامن وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0305-4334059

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے امیر محترم امتیاز علی کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0312-9102402

☆ حلقہ پوٹھوہار کی مقامی تنظیم گوجر خان کے مبتدی رفیق بابر عجائب کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0312-5517866

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

حلقہ لاہور شرقی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

اجتماع 22 جون بروز اتوار صبح 7:30 بجے مسجد النور باغ والی میں منعقد ہوا۔ امیر حلقہ نے افتتاحی کلمات میں شرکاء مجلس کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کا شیڈول بتایا۔ تذکیر بالقرآن کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ملتزم رفیق جناب مرزا محمود الحسن نے ''اعراض عن الجھاد کی سزا: نفاق'' کے موضوع پر نفاق کے اسباب وعلامات اور علاج کے حوالے سے درسِ قرآن دیا۔ اس کے بعد مطالعہ حدیث کا موضوع تھا ''الدین النصیحہ''، جس کی ذمہ داری مقامی امیر جناب عدیل آفریدی نے ادا کی۔ اس کے بعد بانی محترم رحمہ اللہ کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل خطاب بعنوان ''بعثت محمدی ﷺ ایک عالمگیر اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ'' کی سماعت کا بذریعہ ویڈیو سکرین اہتمام کیا گیا۔ اگلا موضوع تھا ''تنظیم اسلامی کی دعوت اور عصر حاضر کے تقاضے'' جس پر حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت جناب شہباز احمد شیخ نے سیر حاصل گفتگو کی۔ سیرتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ضمن میں ملتزم رفیق جناب ساجد حسین نے ''حضرت صہیب رومی ؓ'' کے حالات زندگی اور اسلام کے لیے بے مثال قربانیوں کی داستان بیان کی۔ سیرتِ صحابہ کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ پڑھنے کی سعادت مبتدی رفیق جناب عدیل احمد نے حاصل کی۔ اگلا موضوع تھا ''جماعتی زندگی میں باہمی محبت والفت کی اہمیت، ذرائع اور مہلکات'' جس پر راقم نے گفتگو کی۔ شیڈول کے مطابق اجتماع کا آخری موضوع تھا ''مقامی تنظیم کی سطح پر دعوت کے کام کو کیسے فعال بنایا جائے؟'' مقامی تنظیم ڈی ایچ اے کے نائب امیر جناب آصف رحیم نے اپنے عملی تجربات سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ نمازِ ظہر سے قبل امیر حلقہ نے اپنے اختتامی کلمات میں اختصار کے ساتھ اجتماع کے حاصل کلام پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ رفقاء تنظیم اگر تین کاموں کا اہتمام کرلیں تو اس میں پورے دین اور پوری تنظیم کے تقاضے آجاتے ہیں۔ وہ تین کام ہیں: تعلق مع اللہ، دعوت الی اللہ اور سمع وطاعت بالمعروف۔ انہوں نے تنظیم میں مواخات کے حوالے سے بھی شرکاء کو توجہ دلائی اور رحماء بینھم کے تناظر میں اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ آخر میں امیر حلقہ نے اجتماع کی بخیروعافیت تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اجتماع کے منتظمین، مدرسین، ذمہ داران اور تمام شرکاء کا بھی شکریہ ادا کیا۔ نمازِ ظہر کی اذان کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشرواشاعت حلقہ لاہور شرقی)

مقامی تنظیم اسلامی بیبیوڑ، دیر، داروڑہ، واڑی کا سہ ماہی اجتماع

29 جون 2025ء کو صبح آٹھ بجے اجتماع کا آغاز تلاوت وترجمہ وتفسیرِ کلام مجید سے ہوا، جس کی سعادت جناب مولانا احسان اللہ نے حاصل کی۔ اس کے بعد جناب حمید اللہ نے ''رزق حلال، سوال سے منع اور محنت کے برکات'' کے موضوع پر درسِ حدیث دیا۔ درسِ حدیث کے بعد جناب مولانا عنایت اللہ توحیدی نے ''سیرت صحابہؓ'' کے ضمن میں حضرت عمر فاروق ؓ کی زندگی پر مفصل روشنی ڈالی۔ انہوں نے حضرت عمر ؓ کے مسلمان ہونے سے لے کر دعوت وتبلیغ، جہاد، بہادری وانکساری اور حکومتی وریاستی امور تک کے واقعات کا ذکر کیا۔ اس کے بعد جناب عالم زیب نے ''فرائض دینی کے جامع تصور'' کی وضاحت فرمائی اور آج کی عملی زندگی سے مثالیں پیش کر کے عملی تطبیق فرمائی۔ اس کے بعد چائے اور باہمی تعارف کے لیے وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد جناب محمد حنیف نے ''اہل ایمان کے اوصاف'' پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد راقم نے حالاتِ حاضرہ پر نظر ڈالی جس میں ہندوستان، پاکستان، ایران، افغانستان، اسرائیل اور امریکہ کے ساتھ ساتھ چین اور روس کا بھی تذکرہ آیا۔

آخر میں جناب امیر حلقہ نے اجتماع کے اختتامی کلمات ادا کیے اور دُعا پر اس بابرکت محفل کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: خالد، مقامی امیر تنظیم اسلامی بیبیوڑ)

باجوڑ شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

باجوڑ شرقی کی مقامی تنظیم کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع 29 جون 2025ء کو الہدیٰ اسکول، ملاکلے میں صبح 8 بجے منعقد ہوا۔ اجتماع میں مقامی ذمہ داران ونقباء سمیت رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔

سب سے پہلے درسِ قرآن ہوا۔ درس قرآن کی ذمہ داری جناب عبید اللہ نے ادا کی۔ انہوں نے آیت البر کی روشنی میں نیکی کی حقیقت پر گفتگو کی۔

اس کے بعد درسِ حدیث کی ذمہ داری جناب عبدالاحد نے ادا کی۔

تیسری نشست میں تزکیہ نفس کے عنوان سے جناب شیر محمد حنیف نے خطاب کیا۔ انہوں نے ''قلب کی صفائی، نیت کی اصلاح، اور عمل میں اخلاص'' جیسے بنیادی موضوعات پر روشنی ڈالی۔ چائے کے وقفہ کے بعد منتخب نصاب نمبر 2 پر راقم نے مذاکرہ کروایا، جس میں رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔

اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ ملاکنڈ جناب فیض الرحمن نے ''جہاد سے گریز، نفاق'' کے موضوع پر پُرتاثیر خطاب کیا۔ انہوں نے قرآن، سنت اور سیرت صحابہؓ کی روشنی میں اس امر کی وضاحت کی کہ جہاد سے کنارہ کشی اور نفسیاتی پسپائی دراصل نفاق کی علامت ہے۔

اس کے بعد جناب سعید اللہ نے سیرتِ خالد بن ولید ؓ کے موضوع پر جہادی، ایمانی اور قیادتی پہلوؤں پر بصیرت افروز گفتگو کی۔ ان کی شجاعت، قربانی اور ''سیف اللہ'' ہونے کے اعزاز کو اجاگر کرتے ہوئے، نوجوانوں کو ولولہ، اخلاص اور قربانی کی راہ پر چلنے کی دعوت دی۔ بعدازاں جناب لاہور خان نے نظام العمل کے مطالعے میں اسرہ کی اہمیت اور تنظیمی اہداف کی روشنی میں اس کے کردار پر گفتگو کی۔ ان کی گفتگو جامع اور قابلِ عمل نکات پر مشتمل تھی۔ اختتام پر جناب رفیق الرحمن کی سربراہی میں تنظیمی مشاورتی نشست ہوئی جس میں رفقاء کی کارکردگی، منصوبہ بندی، اور آئندہ کے اہداف پر مشاورت کی گئی۔ تمام ذمہ داران نے تجاویز دیں۔ یہ اجتماع تربیتی لحاظ سے مفید تھا۔ نظامت، وقت کی پابندی، اور رفقاء کی دلچسپی قابلِ ستائش تھی۔ (رپورٹ: محمد سعید سالار زئی، ناظم نشرواشاعت حلقہ ملاکنڈ)

حلقہ پوٹھوہار کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ پوٹھوہار کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی پروگرام بروز اتوار زکریا ایونیو مارکی نزد جاتلاں میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں علم، فکر اور عملی رہنمائی کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملا۔ نقیب اسرہ جناب چودھری غلام سلطان نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔

پروگرام کا آغاز صبح 8:30 بجے امیر تنظیم اسلامی جاتلاں جناب پروفیسر عطاء الرحمن صدیقی کے درسِ قرآن سے ہوا۔ انہوں نے ''شہادت علی الناس'' کے عنوان پر سورہ بقرہ کی آیت 143 کی روشنی میں امتِ مسلمہ کی ایک بڑی ذمہ داری پر درس دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح امت محمدؐ خیر الامت ہے، اسی طرح شہادت علی الناس بھی اسی امت کی ذمہ داری ہے۔

اس کے بعد رفیق تنظیم جناب شیخ ساجد سہیل نے ''دعوتِ دین اور اس کی اہمیت'' کے عنوان پر درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ دعوتِ دین ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ امت کی بقا اور کامیابی کی ضامن ہے۔ آپ نے خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی حدیث ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً)) ''میری طرف سے پہنچاؤ اگر چہ ایک آیت ہی ہو'' کا حوالہ

دیا،جس سے ہر فرد کی انفرادی ذمہ داری نمایاں ہوتی ہے۔

جناب خرم شہزاد بٹ نے ''فلسفہ قربانی'' پر نہایت مدلل لیکچر دیا۔انہوں نے سورۃ الحج کی آیت 37 اور سیرت ابراہیمی کی روشنی میں واضح کیا کہ قربانی صرف جانور کا ذبح کرنا نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے اپنی محبوب ترین چیزوں کو قربان کرنے کا نام ہے۔انہوں نے اس تصور کو بھی واضح کیا کہ اللہ کو خون اور گوشت نہیں پہنچتا بلکہ اخلاص اور تقویٰ پہنچتا ہے۔

چائے کے وقفے کے بعد دعوتی کام کو مؤثر بنانے کے لیے 9 گروپوں کی صورت میں انفرادی دعوت اور اسرہ میٹنگز کو فعال بنانے کے اہم نکات پر مذاکرے کیے گئے۔ شرکائے مذاکرہ نے تنظیم اسلامی کی دعوت اور اس کے طریقہ کار کے بارے میں بعض اہم نکات پر بحث کی۔اس سیشن کا مقصد یہ تھا کہ کس طرح افراد تک دین کے جامع تصور کا پیغام پہنچایا جائے اور دعوتی سرگرمیوں کو مؤثر بنایا جائے۔

اس کے بعد جناب محمد نعمان نے اسرہ میٹنگ کے دوران ''دعوتی کام کا جائزہ کیسے لیا جائے؟'' کے عنوان پر تفصیلی اور عملی بریفنگ دی۔ انہوں نے قرآن کے اصولِ دعوت الاقرب فالاقرب کی روشنی میں بتایا کہ باہمی مشورے سے دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لینا اور ان میں بہتری لانا کس قدر اہم ہے۔انہوں نے پروجیکٹر کے ذریعے رہنمائی فراہم کی۔

اس کے بعد ناظم حلقہ پوٹھوہار جناب علی اختر اعوان اور امیر مقامی تنظیم اسلامی چکوال جناب محمد شہزاد بٹ ایڈووکیٹ نے ''دعوتی کام کے عملی مظاہرے'' پر ایک عملی اور متاثر کن پریزنٹیشن دی۔ انہوں نے سیرت نبوی ﷺ سے مثالیں دیتے ہوئے واضح کیا کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے کس طرح عملی طور پر دعوت کا فریضہ سرانجام دیا۔

آخر میں امیر حلقہ جناب پروفیسر حافظ ندیم مجید نے صدارتی خطاب فرمایا۔انہوں نے تمام لیکچرز کا خلاصہ پیش کیا اور حاضرین کو دین کی خدمت اور دعوت کے لیے مزید محنت اور لگن سے کام کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ یہ تمام موضوعات قرآن وسنت کی روح ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہی امت مسلمہ اپنے مقاصد حاصل کر سکتی ہے۔ان کا خطاب نہ صرف معلوماتی تھا بلکہ حاضرین کے لیے ایک گہری روحانی تحریک کا باعث بھی بنا۔

صدارتی خطاب کے بعد ایک انتہائی رقت انگیز اور جامع دعا فرمائی گئی، جس میں اُمتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود، کامیابی اور دعوتی کام کی قبولیت کے لیے گڑگڑا کر التجا کی گئی۔

پروگرام کے اختتام پر جناب چودھری محمد حفیظ کے دینی جذبے کو سراہا۔انہوں نے اتنے بڑے اجتماع کے لیے عمدہ انتظامات کر کے اپنی نئی تیار شدہ مارکی پروگرام کے انعقاد کے لیے فی سبیل اللہ پیش کی۔

یہ سہ ماہی تربیتی و تنظیمی پروگرام بحیثیت مجموعی ایک انتہائی کامیاب، فکری، تربیتی اور روحانی اجتماع تھا جس نے حاضرین کو دینی علوم، ان کی عملی افادیت اور دعوتی ذمہ داریوں کے حوالے سے نئی فکر اور عزم سے روشناس کرایا۔تمام مقررین نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے موضوعات کو اس طرح پیش کیا کہ حاضرین کے علم، ایمان اور عملی تحریک میں گرانقدر اضافہ ہوا۔امید ہے کہ اس پروگرام کے ثمرات دوررس ثابت ہوں گے اور یہ دعوتی کام میں مزید پختگی اور وسعت لانے کا باعث بنے گا۔

اقامت دین کی جدوجہد میں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(رپورٹ: پروفیسر عطاء الرحمن صدیقی، مقامی امیر تنظیم اسلامی جاتلاں)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات (3 تا 7 جولائی 2025ء)

جمعرات 03 جولائی: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔سہ پہر کو شعبہ تعلیم و تربیت اور شعبہ مالیات اور شام کو شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 04 جولائی: شعبہ سمع و بصر لاہور میں پروگرام ''امیر سے ملاقات کی'' ریکارڈنگ کرائی۔تقریر اور خطبہ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعدازاں مرکزی شعبہ نشرواشاعت میں ظہرانہ پر ایک بزرگ حبیب سے ملاقات ہوئی۔شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

ہفتہ 05 جولائی: دوپہر کو معروف سوشل میڈیا فورم www.darsequran.com کے ایک آن لائن پروگرام میں ''واقعہ کربلا کی روشنی میں ہمارا پاکستان'' کے موضوع پر گفتگو کی۔بعدازاں شام کو رفقاء کے ایک آن لائن پروگرام میں تذکیری گفتگو کی اور سوالات کے جوابات دیے۔

پیر 06 جولائی: دن میں مرکزی اسرہ کے آن لائن خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔شام کو شعبہ سمع و بصر کے آن لائن اجلاس کی صدارت کی۔

منگل 07 جولائی: انجمن خدام القرآن سندھ کے تحت، قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے، کراچی میں معروف داعی اور International Open University کے بانی ڈاکٹر بلال فلپس سے انجمن کے ذمہ داران اور اساتذہ کے ہمراہ ملاقات رہی۔ ڈاکٹر بلال کے ایک عمومی خطاب کی صدارت اور مختصراً اختتامی گفتگو کی۔بعدازاں انجمن کی Academic Council کے اراکین سے ملاقات اور باہمی امور پر گفتگو کی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔نصاب قرآنی کے حوالے سے بھی ذمہ داریاں انجام دیں۔معمول کی ریکارڈنگز کا بھی اہتمام ہوا۔چند رفقاء کے گھرانوں میں انتقال پر مرحومین کے لواحقین سے فون پر تعزیت کی اور چند بزرگ رفقاء کی مزاج پرسی کے حوالے سے رابطہ رہا۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قلات مال بیسمنٹ، ارباب کرم خان روڈ، کوئٹہ (حلقہ بلوچستان)'' میں
26 جولائی تا یکم اگست 2025ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔
زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

یکم تا 03 اگست 2025ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ **منہج انقلاب نبوی ﷺ** (صفحات: 1 تا 90)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 081-2842969 / 0333-7860934

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

action. Not for ourselves, but to protect the NHS from external political lobbying. To say, firmly and clearly, that our National Health Service should belong to its patients and its staff – not to those who seek to silence, intimidate or twist it into serving a toxic agenda.

What happened to me is not just unjust – it is unlawful. Speaking up against genocide is not only my moral responsibility as a human being, but also my right as a British citizen in a democratic society. I don't write this to compare my experience with my friend's suffering. I write it to expose the absurdity, the cruelty, of how Palestinians are treated across the world. Whether under bombs or under suspicion, we are made to justify our existence. It shouldn't be this way.

Being Palestinian is not a crime. But too often, it feels like the world treats it as one.

Note: *The author is currently pursuing legal action, alongside two NHS colleagues, challenging, among other things, allegations of antisemitism.*

About the Author: Ahmad Bakeris a Senior Nurse at Bart's Health NHS Trust, UK.

Courtesy: https://www.aljazeera.com/opinions/2025/7/4/one-tick-and-anti-semitic-fruit-the-curse-of-being-palestinian

نامے میرے نام

محترمی ومکرمی مدیر ''ہفت روزہ ندائے خلافت'' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مزاج گرامی! ''ہفت روزہ ندائے خلافت'' کی ادارت جہاں ایک اعزاز ہے وہاں ایک بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ابوموسیٰ صاحب کے مضامین کے حوالے سے مجھے تحفظات تھے۔ ندائے خلافت کے شمارہ 24 میں دو رفقاء تنظیم کے تاثرات پڑھ کر معلوم ہوا کہ میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ اور رفقاء بھی پریشان ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ندائے خلافت تنظیم اسلامی کا ترجمان اور نظامِ خلافت کا نقیب ہے۔ تنظیم اسلامی مروجہ مفہوم کے اعتبار سے سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ اسلامی انقلابی جماعت ہے جس کے پیش نظر پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد ہے۔ کالم نگار سے درخواست ہے کہ وہ جس سیاست دان کو بہت پسند فرماتے ہیں اُسے نظامِ خلافت کے قیام کی جدوجہد کے لیے آمادہ کریں۔ موصوف کو بتائیں کہ آپ کی والدہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کو سنتی تھیں۔ آپ نے بھی انہیں سنا ہوگا۔ آئیں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی جماعت میں شامل ہوں اور جس ''ریاست مدینہ'' کا آپ نے نعرہ لگایا تھا، اُس کے قیام کے لیے نبوی طریقے کے مطابق کام کریں۔ ہمارے نزدیک موجودہ تمام سیاست دان اقتدار کے پجاری ہیں۔ یہ ذاتی مفادات سے آگے کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ کسے نہیں معلوم کہ ''امپائر'' کی انگلی کے اشارے کے منتظر اقتدار کے حریص کو جب خاکی چھتری کے سائے میں اقتدار پر بٹھایا گیا تھا تو اُسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ واقعی کرسی پر بیٹھ گیا ہے۔ موصوف اپنے دورِ اقتدار کی ناکامیوں کے بارے میں نہایت بچگانہ انداز میں فرماتے تھے ''ہمیں گڈ گورننس کا تجربہ نہیں تھا''۔ مضمون نگار اُن سے پوچھیں کہ تجربہ نہ ہونے کے باوجود کنٹینر پر سوار ہوکر By hook or crook اقتدار کے حصول کے لیے خبطی کیوں ہو رہے تھے۔ ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس اور گورنر ہاؤسز کو یونیورسٹیاں بنانے کا بار بار اعلان کرنے کے باوجود اقتدار ملتے ہی اپنے اعلانات اور وعدوں کو کیوں بھول گئے۔

آنجناب کی اصول پسندی کے ایسے نمونے موجود ہیں کہ اُن کو بیان کرنے کے لیے پوری تصنیف ترتیب دینی پڑے گی۔ ذرا ملاحظہ کریں کہ جن کے کاندھے پر سوار ہوکر مسندِ اقتدار تک پہنچے تھے، اُنہی کے ایک اہم ادارے کے اس وقت کے ڈی جی کو کرپشن کی نشان دہی کے جرم میں صرف آٹھ ماہ بعد ادارے کی سربراہی سے ہٹا دیا تھا اور بعد ازاں اُس کو آرمی چیف بننے سے روکنے کے لیے اسلام آباد پر چڑھائی کر دی تھی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ایک طرف امریکہ کو Absolutely not کہتے تھے اور دوسری طرف ڈونلڈ ٹرمپ سے اُمیدیں باندھ لی تھیں کہ وہ حلف اُٹھاتے ہی موصوف کی رہائی کا الٹی میٹم دے گا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا قیام نظامِ عدلِ اسلامی کے نفاذ کے لیے عمل میں آیا تھا۔ موجودہ سیکولر سیاست دان، بلا استثناء، نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان کو اخلاص کے ساتھ اسلامی نظامِ سیاست کی طرف متوجہ کرنے کا دعوتی فریضہ تو ہم ضرور انجام دیں مگر اُن میں سے کسی کی وکالت کر کے ہم اپنے اعلائے کلمۃ اللہ کے مشن کو متاثر نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق دکھلائے اور اُس کی پیروی کی توفیق دے اور باطل کو باطل دکھلائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مضمون نگار سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ندائے خلافت کے صفحات اسلام کے انقلابی فکر کو اجاگر کرنے کے لیے مختص ہونے چاہئیں۔ ان صفحات میں ایسا مواد ہرگز نہیں چھپنا چاہیے جو رفقائے تنظیم کو فکری انتشار کا شکار کرے۔

والسلام مع الاکرام

اخوکم فی اللہ ضمیر اختر خان

رفیق تنظیم اسلامی، اسلام آباد

One tick and 'anti-Semitic' fruit: The 'curse' of being Palestinian

By: Ahmad Baker

It was a normal Teams meeting at the end of a busy week. Colleagues were discussing the hospital weekend plans. I was there too, nodding, half-present. My mind was elsewhere – on a message I'd sent earlier that morning to a friend in Gaza.

I glanced at my phone. One tick.

WhatsApp users know the signs: one tick means the message was sent. Two ticks mean it was received. Two blue ticks, it was read. For most people, it's a minor delay. But when you're texting a Palestinian friend in Gaza during a war, one tick carries a sense of dread. Maybe his phone's out of charge – normal in a place where power was cut off 20 months ago. Maybe there's no service – Israel often cuts communication during attacks. But there's a third possibility I don't allow myself to think about, even though it's the most likely outcome if you are living through a genocide.

Still one tick.

Back in the meeting. We wrap up. Plans are made and people start to think about their own weekend plans. I glance again. Still one tick. This is the curse of being Palestinian. Carrying the weight of your homeland, its pain, its people – while being expected to function normally, politely, professionally.

Then, I was told my Teams background was "potentially anti-Semitic." It was a still-life image: figs, olives, grapes, oranges, watermelon, and a few glass bottles. A quiet nod to my culture and roots. But in today's climate, even fruit is political. Any symbol of Palestinian identity can now be interpreted as a threat. Suddenly, I was being questioned, accused, and possibly facing disciplinary action. For a background. For being Palestinian.

Still one tick.

I felt silenced, humiliated, and exposed. How was my love for my culture, for art, for my people being twisted into something hateful? Why is my choice of virtual background more controversial than the devastating violence unfolding in real time? This is not isolated. Many of us – Palestinians, or anyone else who cares about Palestine – are being challenged on our humanity across organizations, all driven by external pressure.

And then it happened. Two blue ticks.

My friend was alive. He messaged: they fled their home in the early hours of the morning. He carried his children, walked for hours, left everything behind. No food, no shelter. But alive. How could I explain to him what had happened to me that day? That while he ran for his life, I was threatened with disciplinary action about a painting of fruit? That I was accused of racism for an image, while he was witnessing the destruction of entire families?

This is what it means to be Palestinian today. To constantly navigate a world that erases your humanity, silences your voice, distorts your identity. To be told your pain is political. Your joy is provocation. Your symbols are offensive.

I've worked in the NHS for 25 years. It's more than a job – it is part of who I am. And now, along with two colleagues, I'm taking legal

جاری کردہ:
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ 10 ماہ)

عرصہ 43 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

تعلیمی قابلیت: کم از کم انٹرمیڈیٹ

عمر: کم از کم 22 سال

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد وخواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرائمر (صرف ونحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری ولُغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
- سیرت وشمائل النبی ﷺ
- مطالعہِ حدیث واصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سالِ دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان وادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن یکم رمضان سے شروع ہے۔ ☆ انٹرویو 01 ستمبر
آغاز کلاسز 02 ستمبر 2025ء (ان شاءاللہ)

ایام تدریس: پیر تا جمعہ

اوقات تدریس: صبح 8:15 بجے تا 01:00

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی صرف مرد حضرات کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔
لہٰذا خواہشمند حضرات پہلے سے رجسٹریشن کروالیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز
زیرِ انتظام مرکزی انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) لاہور

قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem.org

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org
03161466611 - 04235869501-3

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.26

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore